سلطانِ خوارقِ عادات، بادشاہِ ولایت وکرامات، صاحبِ سیر وطیر،
خلیفۂ سلطان مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ،
شہباز روحانی، حضرت مخدوم سید شاہ رکن الدین شہباز حسینی چشتی
کے حالات وواقعات کا بہترین گل دستہ

سوانح شہبازی

تصنیف لطیف

حضرت علامہ مفتی

عبد الخبیر اشرفی مصباحی

صدر المدرسین

دار العلوم عربیہ اہل سنت منظر اسلام، التفات گنج، امبیڈکر نگر، یو. پی

ناشر

خانقاہ حسینیہ شہبازیہ اشرفیہ

مقام درگاہ، نزد- التفات گنج، امبیڈکر نگر، یو. پی

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

......نام کتاب: "سوانح شہبازی"

......مصنف: **مفتی عبد الخبیر اشرفی مصباحی**

صدر المدرسین-دار العلوم عربیہ اہل سنت منظر اسلام، التفات گنج، امبیڈکر نگر۔

......سال اشاعت: جولائی 2025ء/محرم 1447ھ

......رسم اجرا: ۲۲/محرم 1447ھ/۱۸/جولائی 2025ء
بموقعہ عرس مخدوم سید شاہ رکن الدین شہباز حسینی، قدس سرہ
مقام درگاہ شریف، امبیڈکر نگر۔

......تحریک واہتمام: نبیرۂ مخدوم سید شاہ رکن الدین شہباز حسینی، قدس سرہ
عالی جناب محترم **ڈاکٹر پروفیسر سید شاہ عقیل اشرف اشرفی شہبازی**

......ناشر: **خانقاہ شہبازیہ اشرفیہ، مقام درگاہ شریف،**
نزد التفات گنج، امبیڈکر نگر۔

......سیٹنگ وڈیزائنگ: ابوالبرکات محمد بشارت علی صدیقی اشرفی

......تعداد: 1100

......صفحات: 80

ملنے کے پتے

......خانقاہ شہبازیہ اشرفیہ، مقام درگاہ، نزد التفات گنج، امبیڈکر نگر۔

......مدنی مشن، مولانی مہان خان، بوڑھی جاگیر، اسلام پور، اتر دیناج پور۔ 9593802401

......مصنف کتاب- مفتی عبد الخبیر اشرفی مصباحی- 09932807264

......سُنّی پبلیکیشنز، دریا گنج، دہلی- 09867934085

......اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن، حیدر آباد، دکن- 09121569542

آئینۂ کتاب

نمبر شمار---------------**عناوین**---------------صفحہ نمبر

(1) **انتساب** 6
(2) **عرض دل** 7
(3) **دعائیہ کلمات**- حضرت پروفیسر ڈاکٹر سید علیم اشرف جائسی مد ظلہ العالی 9
(4) **تقدیم** 12
(5) **سوانح شہبازی** 19-20
(6) مخدوم سید شاہ رکن الدین شہباز حسینی چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ورود ہندوستان 21
(7) وطن مالوف 22
(8) اہل بیت کی تبلیغی سرگرمیاں 23
(9) خاندانی وجاہت 25
(10) مادری نسب نامہ 26
(11) پدری نسب نامہ 26
(12) مرشد گرامی کے نزدیک مقام ومرتبہ 28
(13) اصحاب سیر وطیر کا مفہوم 29
(14) حضرت شاہ سید قیام الدین چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ 30
(15) شہباز یا جرہ باز 32
(16) مرشد گرامی کے شب وروز کے مشاہد 32
(17) پیر کے وسیلے سے برکتِ شب قدر ملی 33
(18) مخدومی کرامتوں کے مشاہد 34
(19) جاے تبلیغ ورہائش کا انتخاب 35

(20) جائے قیام "مقام" کی تعیین 36
(21) مخدوم سید اشرف جہاں گیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مراسلاتی تعلقات 37
(22) مکتوب مخدوم سید اشرف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بنام مخدوم رکن الدین شہباز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ 38
(23) مخدوم رکن الدین شہباز حسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کسب میں اشتغال رکھتے تھے 45
(24) حجرۂ مرشد کی تعمیر میں حصہ داری 46
(25) سلاسل بیعت وطریقت 47
(26) سلسلۂ عالیہ شہبازیہ اشرفیہ چشتیہ 48
(27) سلسلۂ عالیہ شہبازیہ اشرفیہ جلالیہ قادریہ 49
(28) عقد مسنون اور اولاد واحفاد 50
(29) مرشد گرامی کے روبرو ظہور کرامات 52
(30) سفر میں زادِ راہ کی قلت دور ہوگئی 53
(31) لمحوں میں شہر مکہ گئے، آئے 53
(32) روحانی طاقت سے آب زم زم لے کر آئے 54
(33) وصال اور پہلی تدفین 55
(34) دوسری تدفین 55
(35) تیسری تدفین 59
(36) بعد مرگ بھی برستا ہے ابر کرم 61
(37) فیضِ شہبازی نے ڈوبتوں کو سہارا دے دیا 62
(38) توسلِ شہبازی سے امیدیں برآئیں 63
(39) خانقاہ شہبازیہ اشرفیہ چشتیہ کی شاخیں 64
(40) حضرت سید شاہ قیام الدین چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ - شاہ پور ضلع بستی 64
(41) حضرت سید شاہ متقی شہبازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ - بنول ضلع اعظم گڑھ 65
(42) حضرت سید شاہ حبیب اللہ شہبازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ - جعفر آباد ضلع گورکھپور 65
(43) حضرت سید شاہ حشمت علی شہبازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ - قصبہ نونھواں ضلع گورکھپور 65

(44) حضرت سید شاہ محمد تقی اشرفی شہبازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ-مقام درگاہ 66
(45) حضرت سید شاہ عبرت حسین شہبازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ-مقام درگاہ 66
(46) حضرت سید شاہ نذیر حسین شہبازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ-دھنورا، شہرت گڑھ، سدھارتھ نگر... 67
(47) حضرت سید شاہ تصور حسین شہبازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ-مقام درگاہ 68
(48) حضرت سید شاہ شریف حسن میاں شہبازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ-مقام درگاہ 69
(49) حکیم سید شاہ صغیر احمد میاں شہبازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ-مقام درگاہ 70
(50) حضرت سید شاہ قدیر احمد اشرفی شہبازی-باحیات 71
(51) شجرۂ خاندان عالی شان 72
(52) منقبت در شان مخدوم-مولانا خلیل اطہر اشرفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ.................. 73
(53) منقبت در شان مخدوم-مولانا محمد ابوالوفا رضوی مدظلہ العالی 75
(54) **تعارف مصنف-ایک نظر میں**.................................. 76

❁❁❁

انتساب

امام اعظم

ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

غوث اعظم

سید محی الدین عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ہم شبیہ غوث اعظم

سید علی حسین اشرفی جیلانی کچھوچھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مجدد اعظم

امام احمد رضا خان قادری بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

محدث اعظم

سید محمد اشرفی جیلانی کچھوچھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

سرکار کلاں

سید مختار اشرف اشرفی جیلانی کچھوچھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

عرض دل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی لا یکشف الشدائد إلا ھو، ولا یدفع المکائد إلا ھو، والصلوۃ والسلام علی سیدنا و مولانا محمد عبدہ ورسولہ وعلی آلہ وصحبہ اجمعین۔

خلیفۂ تارک السلطنت مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی کچھوچھوی، حضرت مخدوم سید شاہ رکن الدین شہباز حسینی چشتی علیہما الرحمہ کے دربار میں جب پہلی بار خاکسار کو حاضری کا شرف ملا۔ دل کی کیفیت بدل گئی۔ الفاظ میں اس کا اظہار مشکل ہے۔ پھر کئی بار حاضری کا شرف ملا اور ہر بار فیض روحانی سے سرفراز کیا گیا۔ دل میں حضرت کی سیرت و سوانح مطالعہ کرنے کا شوق بیدار ہوا۔ حضرت مولانا سید قسیم احمد اشرفی شہبازی معرف بہ سید عبد الرحمٰن صاحب نے مولانا ڈاکٹر سید فضل الرحمٰن کاظمی صاحب کا رسالہ **"مخدوم سید شاہ رکن الدین شہباز حسینی ایک مختصر تعارف"** عنایت فرمایا۔ 24/ صفحات کا یہ رسالہ ایک ہی نشست میں پڑھ ڈالا۔ تشنگی بڑھتی چلی گئی، مزید معلومات تک پہنچنے کی خواہش بڑھنے لگی، مگر مواد کی کمی کی وجہ سے تکمیل خواہش نہ ہو سکی۔ دل نے فیصلہ کر لیا کہ حضرت ممدوح کی سیرت و سوانح پر کام کرنا چاہیے۔ مقام درگاہ شریف میں بارہا حاضری کا شرف ملا۔ میلاد شریف کی ایک مجلس میں خاکسار نے اپنے عزم کا اظہار کر دیا فوراً ہی پیر طریقت حضرت مولانا سید شاہ اشفاق احمد شہبازی صاحب قبلہ دامت برکاتہ نے پانچ سو روپے بطور انعام ہاتھ میں تھما دیا۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ خانوادۂ شہبازیہ کے افراد کو اپنے مورث اعلی کی سیرت و سوانح کا کس قدر اشتیاق ہے۔

ہمارے اعلان واظہار کا خوب چرچا ہوا۔ خانوادۂ شہبازیہ کے خرد وکلاں تک پہنچا۔ ہر کسی نے تقاضا کرنا شروع کر دیا مگر معلومات کی کمی کی وجہ سے پیش قدمی کر پانا مشکل نظر آرہا تھا۔ 1446ھ کے عرس شہبازی کے موقع پر عالی جناب محترم ڈاکٹر پروفیسر سید شاہ عقیل اشرف شہبازی صاحب سے وعدہ ہوگیا کہ: ان شاء اللہ تعالیٰ 1447ھ کے عرس کے موقع پر رسالہ لکھ دیا جائے گا اور وہ اشاعت کا بار گراں اٹھائیں گے۔ وہ اپنے وعدے پر قائم رہے، درمیان میں یاد دلاتے رہے۔ مگر ہم پس وپیش میں پڑے رہے۔ 20/جون 2025ء کو ان کا وائس مسیج آیا۔ اب ہم مجبور تھے۔ وعدہ وفا کرنا ہماری ذمہ داری تھی۔ اللہ کریم کی ذات پر بھروسہ کرتے ہوئے فیضان شہبازی کے توسل سے کام شروع کر دیا۔ مصادر ومراجع پر اطلاع پہلے ہی سے تھی، صرف یکجا کر کے ترتیب دینے کی ضرورت تھی۔ فضل الٰہی سے چند دنوں میں رسالہ تیار ہوگیا۔ جو کچھ بھی ہوا نذر قارئین ہے۔ ان ہی کا فیصلہ ناطق ہے۔ جہاں کہیں بھی کوتاہی رہ گئی ہے وہ ہماری کم علمی اور کم آگہی کی وجہ سے ہے۔ حضرت ممدوح کی ذات اس سے منزہ ومبرا ہے۔

خادم علم وعلما

عبد الخبیر اشرفی مصباحی

صدر المدرسین مدرسہ عربیہ اہل سنت منظر اسلام

التفات گنج، امبیڈکر نگر، یو. پی.

یکم جولائی 2025ء

मौलाना आज़ाद नेशनल उर्दू यूनिवर्सिटी مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی
MAULANA AZAD NATIONAL URDU UNIVERSITY
A Central University under Ministry of Education
Government of India
Prof. Syed Aleem Ashraf
DSW & Head, Department of Arabic
Email IDs: hod.arabic@manuu.edu.in; dsw@manuu.edu.in

دعائیہ کلمات

الحمد لله الذی بنعمته تمم الصالحات وبفضله تتحقق الغايات والصلاة و السلام على سيد الخلق وأشرف الموجودات المبعوث رحمة للكائنات وعلى آله دلائل الخيرات وأصحابه ذخائر الحسنات وأولياء أمته مطالع المسرات و من سار على دربه وانتهج منهجه الى يوم الميقات۔ وبعد:

کاتب بصیر و باحث قدیر مولانا مفتی عبد الخبیر مصباحی اشرفی صاحب (حماه الله و رعاه،ومن كل سوء وقاه) کی شخصیت "اشرفیات" کی متخصّص اور ماہر کے طور پر متعارف ہوتی جا رہی ہے۔ انھوں نے اس سلسلہ کی متعدّد عبقری شخصیات اور ان کے کارناموں پر خامہ فرسائی کی ہے۔ ان کا تازہ علمی شاہکار، سلسلہ عالیہ اشرفیہ کے ایک رکن رکین شہباز آسمان ولایت حضرت سید رکن الدین شہباز حسینی (رحمه الله، ومتعنا بفيوضه وأسراره، أفاض علينا غيثا متواصلا من جود بحاره) کے تعارف و احوال پر مشتمل، رسالے سے عبارت ہے۔ جس کی تصنیف و تالیف میں بڑی عرق ریزی اور جاں سوزی سے کام لیا ہے، اور اسے حوالہ جات سے ایسا مزین و مبرہن کیا ہے کہ اس مقدار و اطوار کے حوالے عموماً ضخیم کتابوں میں بھی نہیں ملتے ہیں۔

یہ مختصر سوانحی خاکہ نقش اول کے مانند ہے اور ابھی منت پزیر شانہ بحث و تحقیق ہے اور مجھے امید ہے کہ یہ شانہ تحقیق و تدقیق مستقبل قریب میں مؤلف عزیز ہی فراہم کریں گے۔ جو ”نقاش نقش ثانی بہتر کشد زاول“ کا مصداق ہوگا۔ صاحب سوانح سے انھیں نسبتی و روحانی قرابت بھی ہے اور مکانی قربت بھی ہے، لہذا اس کام کے لئے ان کی احقیت و اولویت مسلم ہے۔

اس وقت تصوف اور شخصیات تصوف پر کام کرنے کی بے حد ضرورت ہے۔ انسانیت فی زمانہ جس روحانی خلا سے روبرو ہے، اسے صرف تصوف ہی پُر کر سکتا ہے۔ اور جس مادی طلاطم کی گرفت میں ہے، اس سے صرف تصوف ہی نجات دلا سکتا ہے۔ یہ بات ہمارے لئے بے حد خوش آئند ہے کہ دنیا میں مادیت کا سحر بھی ٹوٹ رہا ہے، اور عالم اسلام میں تصوف مخالف تحریکات و مذاہب کا فسوں بھی مائل بہ زوال ہے۔ جس کے اشارے ہمیں واضح طور پر مل رہے ہیں۔ اور اس مرحلے میں بیدار مغزی اور ہوشیار باشی کی بہت ضرورت ہے۔ اور اس سے پہلے کہ کوئی دوسرا باطل نظام اس خلا کو Exploit کرے، یا اس کا استیصال کرے، تصوف کی بازیافت اور اس کی تطبیق و تعمیل بے حد ضروری ہے۔ گزشتہ سو سال میں تصوف کی پیش کشی کا اس قدر ہموار و خوشگوار ماحول کبھی نہیں رہا ہے۔ اب تو تصوف اور سواد اسلام کے خلاف تحریکات برپا کرنے والے خود ہی اعتراف کر رہے ہیں اور ببانگ دہل کر رہے ہیں کہ ہم نے یہ سب مغربی طاقتوں کے کہنے پر کیا تھا۔

تصوف اسلامی تہذیب و ثقافت کے قوام کا حصہ ہے۔ ابتدائے اسلام سے مسلمانوں بالخصوص اہل سنت و جماعت کی دینی تہذیبی عمارت تین ستونوں پر قائم تھی:

۱۔ اشعری و ماتریدی عقیدہ،

۲۔ اتباع مذاہب اربعہ، اور

۳۔ تصوف و سلوک۔

لہذا استعماری و مغربی تائید و امداد سے اور خود ساختہ تصحیح و اصلاح کے نام پر اٹھنے

والی ہر جماعت نے انھیں ''رکائز ثلاثہ''یعنی اسلامی تہذیبی عمارت کے انھیں تینوں ستونوں کو اپنا نشانہ بنایا۔ اور تصوف کی مخالفت پر سب سے زیادہ زور دیا۔ بنام تصوف خانقاہوں اور درگاہوں کی خرافات نے ان جماعتوں کے کام کو آسان بھی کردیا۔ بہرکیف اب نہ صرف ان باطل جماعتوں کا طلسم ٹوٹ رہا ہے، بلکہ تصوف کی جانب خلق خدا کا التفات بھی بڑھ رہا ہے۔ لہذا ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم حقیقی تصوف کو پیش کریں، اور اس میں اخلاص و امانت کا پورا خیال رکھیں۔ اور جن بزرگوں نے اس چمن تصوف کی آبیاری کرنے میں اپنا خون جگر لگایا ہے ان کی شخصیات اور ان کے اعمال جلیلہ کو منصہ شہود پر لائیں تاکہ ہم علمی طور پر کہہ سکیں کہ:

أولئك آبائي فجئني بمثلهم

إذا جمعتنا يا جرير المجامع

یہ کتابچہ اسی سمت میں کی گئی ایک کوشش ہے، جو ''بقامت کہتر اور بہ قیمت بہتر'' کی ایک عمدہ مثال ہے۔ اس کی جمع و ترتیب میں فاضل مؤلف نے بڑی جانفشانی اور دیدہ وری سے کام لیا ہے۔ جس کا اندازہ مصادر و مراجع کی کثرت اور ترتیب و پیشکش کی نفاست سے بھی لگایا جاسکتا ہے۔ بلاشبہ وہ اس کے لئے ستائش و مبارکباد کے مستحق ہیں۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔ اس موقع پر خانقاہ شہبازیہ اشرفیہ کے تمام ذمہ داروں بالخصوص برادر عزیز القدر ڈاکٹر پروفیسر سید عقیل اشرف صاحب کو بھی ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔

وصلى الله على خير خلقه سيدنا وحبيبنا محمد وعلى آله و صحبه وأولياء أمته أجمعين۔

خاکپائے صاحبدلاں

سید علیم اشرف جائسی

Department of Arabic, School of Languages, Linguistics & Indology.
Maulana Azad National Urdu University, Gachibowli, Hyderabad-32,
Telangana, India.

تقدیم

فیض یافتگانِ
درسگاہ مخدومی کی علمی جہتیں

سلطان سید ابراہیم سمنانی نور بخشی ابن سلطان سید عماد الدین نور بخشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب رونق آرائے تخت شاہی ہوئے۔ تو علم و عمل کی بہار آگئی۔ بڑے متقی و پرہیز گار بادشاہ تھے، روحانیت میں بلند مقام رکھتے تھے۔ علم دوست اور علما نواز تھے۔ ان کی علما نوازی کا ذکر کرتے ہوئے مجدد سلسلۂ اشرفیہ حضرت سید علی حسین اشرفی میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

"آپ کے عہد میں بڑے بڑے علما، جلیل القدر، دربار شاہی میں حاضر رہتے تھے، اور توجہ شاہانہ سے نہایت مرفہ الحالی اور فارغ البالی سے زندگی بسر کرتے تھے، اور عجائب و غرائب تصانیف بنام مبارک حضرت ابو السلاطین [سلطان سید ابراہیم سمنانی] تالیف و تصنیف کرتے تھے۔"[1]

مذکورہ عبارت سے اہل خرد اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس سلطان کی دربار شاہی کی زینت کیسے کیسے نابغۂ روز گار بنتے تھے، آپ کی سرپرستی میں کس قدر عجیب و غریب علمی کام انجام پاتے تھے اور علما و فضلا اور مشائخ و صوفیا کی کس قدر حوصلہ افزائی ہوتی تھی۔ چناں چہ ڈاکٹر ظہور الحسن صاحب سلطان ابراہیم نور بخشی سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تعلق سے اپنی تصنیف "مکمل سوانح عمری سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی" میں لکھا ہے:

1-اعلی حضرت علی حسین اشرفی، صحائف اشرفی، مطبوعہ ادارہ فیضان اشرف، سنی دار العلوم محمدیہ، ممبئی، جلد:۱، ص:۵۹۔

”وہ علوم وفنون کے سرپرست تھے، انھوں نے تہذیب وتمدن میں ایسے جلوہ ہائے صدرنگ پیدا کئے کہ جن سے رعایا کی زندگی میں ایک نمایاں تبدیلی رونما ہوئی، ان کا سب سے بڑا عمدہ وصف یہ تھا کہ وہ عدل پرور اور انصاف پسند تھے، رعایا کے حقوق کا خیال رکھتے تھے، اور امر ونواہی کے پوری طرح پابند تھے، احکام شرع کی پابندی میں کوشاں رہتے تھے۔“[1]

”سلطان ابراہیم نیک طبیعت، خلیق، متقی اور پرہیزگار سلطان تھے، انھوں نے شہر سمناں کو بہت ترقی دی، گلزار مملکت کو عدل وداد سے سیراب کیا، رعایا و برایا کے رفاہ وفلاح کی فکر رکھتے تھے، علوم دینی کی طرف بہت توجہ تھی، ان کے عہد میں بارہ ہزار طالب علم علوم وفنون میں کامل وفاضل ہوکر فارغ التحصیل ہوئے، وہ فقرا و مشائخ، علما وفضلا کے عقیدت مند تھے اور سمناں کی مشہور خانقاہ سکاکیہ انھوں نے بنوائی، جس کو سولہ ۱۶ برس شیخ رکن الدین علاء الدولہ سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آباد رکھا۔“[2]

یہ علم دوست بادشاہ، متقی وپرہیزگار سلطان غوث العالم محبوب یزدانی حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد محترم تھے، جن کے گھر میں برسوں کوئی اولاد نرینہ نہیں تھی، اپنا خلف اور اپنے وارث کی تمنا لیے رب قدیر کی بارگاہ میں ہمیشہ دعاگو اور خدارسیدہ علماء مشائخ سے دعاجو رہتے تھے۔ اللہ کا کرم ہوا، نیکوں کی دعائیں باب اجابت تک پہنچیں، سید اشرف بطن مادر سے آغوش مادر میں تشریف لائے، بڑی دھوم دھام سے جشن یوم ولادت منائی گئی، عمر کے ساتھ والد محترم کی تمنائیں بھی بڑھتی گئیں، وہ اپنے راج دلارے کو عالم تصور میں کبھی عالم وفاضل، کبھی صوفی ودرویش، کبھی مصنف ومناظر اور کبھی حاکم وبادشاہ کی روپ میں دیکھنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ ساری تمنائیں ایک ذات اشرف میں پوری فرمادیں۔

1- ڈاکٹر ظہور الحسن، مکمل سوانح عمری سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی، ناشر ظفر الدین خان، آگرہ، ص:۳۳۔

2- مولانا سید شاہ عبد الحی اشرف جیلانی، لطائف اشرفی مترجم، مطبوعہ مخدوم اشرف اکیڈمی کچھوچھہ شریف، ج:۱، ص:۳۴۔

سید شمیم اشرف کچھوچھوی لکھتے ہیں:

”سادات نور بخشیہ میں پانچ پشتوں سے حفظ قرآن کی روایت چلی آتی تھی اور ایک زمانہ میں سید اشرف جہانگیر سمنانی کو ستر ۷۰ حفاظ کی ہم نشینی کا شرف حاصل تھا، سات سال میں اصطلاحات علوم عربیہ اور مقامات مفہوم عجیبہ میں ایسی دستگاہ کامل حاصل کی کہ پورے عراق میں مشہور ہو گئے۔“[1]

حضرت مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت ذہین تھے، جو سنتے وہ یاد ہو جاتا اور جو یاد کر لیتے وہ ازبر ہو جاتا، اس لیے نہات قلیل مدت میں جملہ مروجہ علوم وفنون سے فارغ التحصیل ہو گئے۔ چناں چہ اعلی حضرت اشرفی میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

”حضرت محبوب یزدانی چار برس چار مہینہ چار دن کے سن میں مکتب خانۂ تعلیم میں تشریف لائے۔ پانچ برس کی عمر میں ساتوں قرأت کے ساتھ قرآن عظیم حفظ کیا، سات مہینہ ۲۶/ دن میں یہ کمال حاصل کیا تھا۔ جب سن شریف سات سال کو پہنچا نکات علمی اس خوبی کے ساتھ بیان فرماتے تھے کہ بڑے بڑے علما سن کے عش عش کر جاتے تھے، بارہ برس کی عمر میں علوم معانی وبلاغت، معقول و منقول، تفسیر وفقہ اور حدیث واصول جملہ علوم سے فارغ ہوئے، دستار فضیلت سر اقدس پر باندھی گئی، فن حدیث میں حضرت محبوب یزدانی نے حضرت امام عبد اللہ یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے صاحب زادے، شاگرد دبابافرح محدث اور حضرت مولانا احمد حقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سند پائی، اسی طرح ہر علوم فقہ وتفسیر اور معقول و منقول وغیرہ میں بڑے علمائے جلیل القدر سے تعلیم پائی۔[2]

اعلی حضرت مولانا شاہ سید علی حسین اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مطابق مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مقام قزوین میں پانچ سال تک درس تدریس کا کام انجام دیا۔ اس کے بعد آپ نے کہیں مستقل درس گاہ نہیں لگائی بلکہ جہاں موقع ملا قلیل مدت یا کثیر

1- ڈاکٹر سید شمیم جیلانی، اشرف سمناں حیات وافکار، مطبوعہ مخدوم اشرف اکیڈمی، کچھوچھہ شریف، ص:۳۰۔

2- صحائف اشرفی، مرجع سابق، ص:۱۱۴، ملخصا۔

مدت کے لیے بساط تعلیم وتدریس بچھادیا اور شاگردوں کی بھیڑ اکٹھا ہوگئی، آپ کے شمع علم سے ہزاروں شمعے فروزاں ہوئے، جاہل عالم بن گئے، غیر تربیت یافتہ مربی بن گئے، کامل اکمل بن گئے، ادنی اعلی ہوگئے اور اعلی بلندی کی آخری منزل کی طرف گامزن ہوئے، اس طرح سے آپ کم وبیش ایک صدی تک علماء ومشائخ کی جماعتیں قوم کو دیتے رہے۔ آپ کے علمی خدمات کا اندازہ لگانے کے لیے ذیل میں ہم صرف تین جزوقتی شاگردوں کا ذکر کررہے ہیں جس سے آپ کے تبحر علمی کا اندازہ ہوگا اور کل وقتی شاگردوں کے بارے میں بھی رائے قائم کرنے میں آسانی ہوگی۔

حضرت مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صوفی ہونے کے ساتھ ایک تبحر عالم ربانی تھے، وقت کے جلیل القدر علماومشائخ اپنی علمی گتھیاں سلجھانے کے لیے، دور دراز سے آپ کی خدمت میں آیا کرتے تھے۔ چنانچہ وقت کے عظیم مفسر ومحدث، نحووبلاغت کے امام حضرت قاضی شہاب الدین دولت آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جن ایام میں ایمانِ فرعون پر تحقیق کررہے تھے اور مسئلہ پیچیدہ سے پیچیدہ تر بنتا جارہا تھا تو حضرت مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف رجوع ہوئے، آپ نے ان کی علمی تشنگی کی اس طرح سیرابی فرمائی کہ وہ آپ کا گرویدہ ہوگئے اور برسوں مراسلات کے ذریعہ آپ سے استفادہ کرتے رہے۔ اس مراسلاتی تعلیم وتعلّم کا تذکرہ شرح فصوص الحکم، لطائف اشرفی وغیرہ میں تفصیل کے ساتھ ملتا ہے، حضرت محدث علی الاطلاق شیخ عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی اخبار الاخیار میں ان دونوں بزرگوں کے علمی مراسلت کا ذکر کیا ہے۔

علامہ علاء الدین جائسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے وقت کے جلیل القدر عالم دین تھے، ان کے چشمہ علم سے ہزاروں تشنگان علوم نے علمی پیاس بجھائی مگر چند مسائل ایسے تھے جن میں اس عظیم ہستی کو خود تشنگی کا احساس تھا، کئی علماومشائخ کے سامنے انھوں نے اپنے ذہنی خلجان کا اظہار بھی کیا مگر کسی در سے آپ کی تسلی نہیں ہوئی، جب حضرت مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا جائس دورہ ہوا تو بہت سے لوگ آپ سے ملنے آئے، جن میں عوام اور

خواص دونوں قسم کے لوگ شامل تھے، ان ہی لوگوں میں حضرت شیخ علامہ علاء الدین جائسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی شامل تھے، دوران ملاقات آپ نے وہ سارے مسائل جن کی تعداد غالبًا سات تھی حضرت مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے پیش کئے، حضرت مخدوم سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان مسائل کا ایک ایک کرکے تسلی بخش جواب عنایت فرمایا، جوابِ مسائل کے وقت حضرت کا طرز تکلم، دلائل وبراہین کی پختگی اور علوم ومعانی کے بہتے آبشار سے حضرت علامہ جائسی حیران و ششدر رہ گئے، صرف تسلی ہی نہیں بلکہ قلبی سکون واطمینان بھی حاصل ہوا، آپ کے اس فیضان علمی کو دیکھ کر حضرت علامہ جائسی آپ کے شیفتہ ہوگئے، بلا تامل آپ کے دست حق پرست پر بیعت کرلی اور حضرت مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس متبحر عالم کو خلافت سے بھی سرفراز فرمایا۔

دستور المبتدی، حل ترکیب الکافیہ اور غایۃ التحقیق جیسی اہم کتابوں کے مصنف حضرت شیخ صفی الدین رودولوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وقت کے جید عالموں میں سے تھے، قواعد لغت عربیہ میں ان کی لکھی کتابیں داخل درس ہوا کرتی تھیں، اکابر علماء ومشائخ نے ان کی تصنیفات وتالیفات کی داد دی ہے، علم وفن کے اس بحر ناپید کنار نے اپنے علم وفن کو عروج کی آخری منزل عطا کرنے کے لیے حضرت مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دامن سے وابستگی اختیار کی، ان کے دست پاک پر اپنا ہاتھ دیا اور خلافت سے بھی نوازے گئے۔ حضرت مخدوم سمناں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے علم کے اس وارفتہ متلاشی کی تشنگی شبانہ روز چالیس ایام تک بجھاتے رہے، اور اس گوہر آبدار کی علمی کرنیں جب بلاد عرب وعجم تک پھیل گئیں تو خطۂ رودولی کی علمی بادشاہت انھیں عطا کرکے وہاں سے چل دئے۔

یہ درسگاہ مخدومی کے جز وقتی طلبہ کی ایک علمی جھلک ہے ورنہ اس عظیم درسگاہ میں حضرت حاجی الحرمین سید شاہ عبد الرزاق نور العین، حضرت علامہ صوفی نظام الدین یمنی، حضرت در یتیم، شیخ اصیل الدین سفید باز، شیخ جمیل الدین جرہ باز، قاضی رفیع الدین اودھی، شیخ شمس الدین اودھی جیسے نامور شخصیتیں ہمہ وقت رہا کرتی تھیں، ان کے شب وروز اپنے استاذ

کے جلو میں گزرتے تھے، وہ بحرِ علمِ اشرف میں نہاتے بھی تھے اور اس سے پیتے بھی تھے۔

علامہ عماد الدین ہروی، علامہ عضد الدین ندیم اللہ، فقہ حنفی کے تاجدار صاحب ہدایہ کے شہ زادے حضرت علامہ نجم الدین جیسی عظیم ہستیاں بھی سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اکتساب کرنے والوں میں شامل ہیں۔

شہباز ربانی، خلیفۂ مخدوم سمنانی حضرت علامہ مخدوم سید شاہ رکن الدین شہباز حسینی چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شمار بھی مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کل وقتی شاگردوں میں ہوتا ہے۔ جزوقتی شاگردوں کے علوم و معارف سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت مخدوم سید شاہ شہباز حسینی چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا علمی پایہ کتنا بلند رہا ہوگا! مگر فقیری و درویشی ایسا لباس ہے جس میں ہزاروں علمی لعل و گوہر پوشیدہ رہ جاتے ہیں۔ دنیا ان کے علمی فیضان سے کم اور روحانی فیضان سے زیادہ لطف اندوز ہوتی ہے۔ حضرت مخدوم سید شاہ رکن الدین شہباز حسینی چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ بھی یہی ہوا۔ لباس فقیری نے انھیں مشیخت کی دنیا کا بے تاج بادشاہ بنادیا۔ سلوک و معرفت کی راہوں کا ہادی و رہبر قرار دیا مگر ان کی طرف منسوب کسی علمی کام کا چرچا نہیں ہوا۔ مگر دنیا جانتی ہے کہ؛ کسی چیز کا ذکر نہ ہونے سے اس چیز کا عدم لازم نہیں ہوتا۔ یقیناً حضرت مخدوم شہباز حسینی چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شاگردوں کی تعداد بھی سینکڑوں میں رہی ہوگی، انھوں نے بھی بساط علم بچھا کر تشنگان تصوف و سلوک کو درس معرفت الٰہی دیا ہوگا مگر تاریخ ان باتوں کو فراموش کر چکی ہے۔ لہذا ہمارے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ ان کے روضہ مبارک کا نشان باقی ہے۔ اکتساب فیض کرنے والوں کے لیے آج بھی ان کی آرام گاہ فیض رسانی کے لیے اکسیر ہے۔

اعلیٰ حضرت مولانا شاہ سید علی حسین اشرفی میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فیض یافتگانِ مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی کے بارے میں لکھا ہے کہ:

آپ نے جس کو خلافت کی عطا ہو گیا وہ قوم کا شیخ ھُدیٰ
دیکھئے محبوب یزدانی کی شاں فیض سے جن کے منور ہے جہاں

آپ نے جس کو خلیفہ کر دیا سینہ میں انوار عرفاں بھر دیا
جو مسلسل اس میں آکر ہو گیا خلق میں وہ مرد برتر ہو گیا
اشرفی جس پر ہو لطف کردگار اس کو ملتی ہے یہ دولت پائدار[1]

خادم علم وعلما
عبد الخبیر اشرفی مصباحی
دار العلوم عربیہ اہل سنت منظر اسلام، التفات گنج، امبیڈکر نگر

1- صحائف اشرفی، مرجع سابق، ص:84،83۔

سوانح شہبازی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی کچھوچھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سرزمین ہندوستان میں تنہاوارد نہیں ہوئے۔ان کی آمد کی برکت سے سینکڑوں علماومشائخ بیرون ہند سے وارد ہندوستان ہوئے۔ خود وہ جب دوبارہ ہندوستان واپس آئے توساتھ میں علماومشائخ کا جم غفیر بھی لائے۔علوم وفنون کے ماہرین بھی لائے۔حاجی الحرمین سیدنا عبدالرزاق نور العین، علامۂ دہر حضرت نظام الدین یمنی، مخدوم سید شاہ رکن الدین شہباز حسینی چشتی وغیرہم کثیر علماومشائخ کی آمد، حضرت مخدوم سید اشرف سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی برکت سے ہوئی۔

حضرت مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہاں مرید ہونے کے لیے آئے تھے مگر لاکھوں ہندوستانیوں کو مرید بناکر دنیا سے رخصت ہوئے۔وہ اکتساب فیض کے لیے یہاں آئے تھے مگر خود فیض وبرکت کا ایسا چشمۂ سیال بن گئے جس کے سوتے کبھی خشک نہیں ہوئے۔ وہ علم کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر تھے، بہتے رہتے تھے۔وہ آگہی کا برستا بادل تھے، برس کر جل تھل کردیتے تھے۔ان کا بارانِ علم جن جن پر برساوہ مہروماہ نہیں، رشک مہروماہ بن گئے۔ان کا جرعۂ علم جن جن طلبہ نے پیاوہ سیراب نہیں، ساقی بن گئے۔ان کا قطرۂ علم جن جن افراد پر ٹپکا وہ ہیرے موتی نہیں، ہیرے موتی برسانے والے بن گئے۔ حضرت مخدوم سید شاہ رکن الدین شہباز حسینی چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی اسی میخانے کے بادہ خوار تھے۔اس مختصر رسالے میں ان ہی کا ذکر خیر مطلوب ومقصود ہے۔

مخدوم سید شاہ رکن الدین شہباز حسینی چشتی کا ورود ہندوستان

حضرت مخدوم سید شاہ شہباز حسینی چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ بھی تھے اور رشتہ دار بھی۔ انھوں نے مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا دامن اس وقت تھاما تھا جب حضرت مخدوم سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دوسری بار حرمین شریفین کی حاضری اور ممالک شرقیہ کے دورے پر گئے تھے۔ آپسی رشتہ داری کی بنیاد پر شناسائی پہلے ہی سے تھی۔ جب دامن کرم سے وابستگی ہوئی تو صحبت دائمی کی خواہش ظاہر فرمائی۔ حضرت مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قبولیت بخشی اور مخدوم سید شاہ رکن الدین شہباز حسینی چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ترک وطن فرماکر ہم رکاب مرشد ہوئے، زندگی بھر ساتھ رہے کبھی واپس وطن لوٹ کر نہیں گئے۔ لطائف اشرفی میں ہے:

"درسفر دویم که بجانب ولایت مراجعت کرده بودند ازاں جا ہم راه آمده بودند و بخدمت سرفراز شدند۔"

حضرت مخدوم سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب دوسرے سفر میں ولایت سمناں سے مراجعت فرمائے ہند ہوئے تو یہ حضرات بھی آپ کے ہم رکاب آئے اور صحبت وخدمت مخدوم سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سرفراز ہوئے۔[1]

حضرت مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی سفر کے موقع پر اپنے وطن مالوف ایران میں بھی قدم رنجہ ہوئے تھے۔ اوراسی سفر میں حضرت مخدوم سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی خالہ زاد بہن سے ملاقات کے لیے جیلان تشریف لے گئے تھے اور اپنے بھانجے نورالعین حضرت سید عبدالرزاق جیلانی ابن حضرت سید عبدالغفور جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنی فرزندگی میں قبول فرمایا تھا۔ ہندوستان میں حضرت مخدوم کی دوبارہ واپسی: 768ھ/1367ء

1- نظام الدین یمنی، لطائف اشرفی فی بیان طوائف صوفی، مطبوعہ مکتبہ سمنانی، فردوس کالونی، کراچی، سال اشاعت 1297ھ، ج:1، ص:403۔ ملخصًا۔

کے آس پاس ہوئی تھی۔ حضرت سید شاہ رکن الدین شہباز حسینی چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی اسی سفر میں شریک تھے۔ لہذا قیاس کیا جاسکتا ہے کہ حضرت مخدوم شہباز حسینی چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہندوستان میں آمد 768ھ کے آس پاس تھی۔

حضرت مخدوم سید شاہ رکن الدین شہباز حسینی چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سال ولادت کا علم نہیں ہوسکا۔ غالباً وہ عمر کی پچیس تیس بہاریں دیکھنے کے بعد وارد ہندوستان ہوئے تھے۔ اس لحاظ سے ان کی ولادت 740ھ کے آس پاس ہوئی ہوگی۔ **واللہ اعلم بحقیقة الحال۔**

وطن مالوف

حضرت مخدوم سید رکن الدین شہباز چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وطناً اتراک لاچین سے تھے۔

لطائف اشرفی میں آپ کے بارے میں لکھا ہے کہ:

"**و ایشاں از مردم اتراک لاچین اند۔**" ان کا تعلق اتراک لاچین سے ہے۔

اس مختصر جملہ کی مختصر تشریح کریں تو اندازہ ہوتا ہے کہ: اسلامی فتوحات کے ساتھ سادات کرام بھی ان اسلامی ممالک میں نبوی وراثت لے کر منتقل ہوئے تھے۔ ولید بن عبد الملک کے زمانے میں حضرت قتیبہ بن مسلم کو خراسان کا گورنر بنایا گیا تھا۔ وہ نیڈر اور باہمت جرنیل تھے۔ ان کے ذریعے اسلامی فتوحات کا نہ بند ہونے والا دروازہ کھلا۔ انھوں نے ماراء النہر، ترکستان، بخارا سمرقند وغیرہ کو فتح کرتے ہوئے وسط ایشیا کا ایک بڑا حصہ پرچم اسلام کے سایہ میں لایا۔ ان کی فتوحات کا سلسلہ چین کی سرحدوں کو چھو چکا تھا بلکہ چینی بادشاہ کو انھوں نے مصالحت پر مجبور کر دیا تھا۔

اسلامی فتوحات کا دائرہ جب وسیع ہوا تو سادات کرام نے بھی ان ممالک میں بسنے کا ارادہ کیا۔ بعض تنہا اور بعض اہل و عیال کے ساتھ ان اسلامی ممالک میں منتقل ہو گئے۔ علاقۂ لاچین میں بھی ان سادات کرام کے قدم پڑے اور ان کی نسل سے خلیفۂ مخدوم سید اشرف جہاں گیر مخدوم سید شاہ رکن الدین شہباز حسینی چشتی جیسے پھول کھلے۔

لاچین موجودہ دور میں آذر بائجان کا شہر ہے۔ آبادی کے لحاظ سے اس وقت یہ ایک چھوٹا شہر ہے۔ ممکن ہے قدیم دور میں اس شہر کو مرکزی حیثیت حاصل رہی ہو۔ حضرت مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لاچین کے شاہی خاندان سے حضرت مخدوم سید شاہ رکن الدین شہباز چشتی کا تعلق بتایا ہے۔

یہاں ایک ضمنی بحث کو ہم شامل کتاب کررہے ہیں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ بعض اذہان میں یہ بات ہے کہ حضرت مخدوم سید شاہ رکن الدین شہباز حسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تعلق جب اتراک لاچین ہے تو وہ سید کیسے ہوگئے؟ ان کو ترکی النسل ہونا چاہیے؟ اس سلسلے میں ہم اپنی بات نہ کہ کر عرب کے محقق ڈاکٹر عبدہ یمانی کی تحقیق پیش کر رہے، انھوں نے اپنی کتاب ''علموا أولادکم محبة آل بیت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' میں سادات کرام کے مختلف ممالک میں ہجرت کرنے کا ایک سرسری جائزہ لیا ہے:

اہل بیت کی تبلیغی سرگرمیاں

سبطین کریمین حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کی نسل پاک کی ذریات طاہرہ، اکثر اسلامی ممالک میں پھیلی ہوئی ہیں۔ چوتھی صدی ہجری کی ابتدا میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے بعض اہل بیت نے بصرہ سے حجاز کی طرف ہجرت کی۔ پھر حضرموت کی طرف ہجرت کرتے ہوئے جزیرہ نما عرب کے مشرقی گوشہ تک پہنچ گئے، جہاں خارجیوں اور قرامطیوں (غالی قسم کے شیعوں) کا قبضہ تھا۔ حضرموت میں اہل بیت کرام ان تخریب کار فرقوں کو دعوت اسلام دینے اور عقائد صحیحہ کی طرف ان کو واپس کرنے میں سرگرم عمل رہے ؛ مذہب شافعی کی نشر و اشاعت کی جس میں عظیم کامیابی سے ہمکنار ہوئے۔ متعدّد میدان جنگ میں فتح کے پرچم لہرائے۔ جس سے بیشمار منحرفین تائب ہوکر راہ راست کی طرف لوٹ آئے اور اہل ہوس و کینہ پرور لوگوں کے ارادوں پر پانی پھر گیا۔ بعض اہل بیت سمندر کے راستے بقصد تجارت و دعوت دین حق، ہندوستان کے ساحلی علاقوں تک

آئے۔اور یہاں بھی بہت بڑی کامیابی سے ہمکنار ہوئے۔ان میں سے بعض اہل بیت نے یہاں سے تجارت اور دعوت اسلام کی غرض سے، بحر چین وار خبیل کے جزیروں کی طرف ہجرت کی اور کچھ حضراتِ اہلِ بیت حضر موت سے پیغام اسلام کو اپنے ساتھ لے کر، سیدھے ان جزیروں میں پہنچے۔ان حضرات کو یہاں اورایک بہت بڑی کامیابی ملی کہ بہت سارے لوگ داخل اسلام ہوئے۔ اور بعض اہل بیت نے وہاں کے نوابوں اور امراء سے ازدواجی رشتے قائم کر لئے جس سے اسلامی حکومت کی بنیاد پڑ گئی۔اور ان حضرات نے ملکی باشندوں کے ساتھ ملکر خوب تبلیغ اسلام فرمائی۔ ان جزیروں میں اشاعت دین کی غرض سے آمد ورفت کرنے کے لیے ان حضرات کی ہزاروں مخصوص کشتیاں تھیں۔چناں چہ ان حضرات کی جدوجہد سے ملیشیا، اندلس، فلی پین، مالدیپ، جاوااور سماترا کے جزیروں میں اسلام پھیل گیا۔پھر ان داعیوں میں سے بعض حضرات چین کے خشک علاقوں میں آئے (اور ان کی تبلیغ سے) برما، تھائی لینڈ، کمبوڈیا اور ان کے اطراف وجوانب کے ملکوں تک اسلام پھیل گیا۔

اہل بیت کے ان مہاجروں نے ان دور دراز شہروں میں مستقل سکونت اختیار کر لی، کیوں کہ اصلی شہری باشندوں کے ساتھ ان کے سماجی وبشری تعلقات اور دینی ودنیاوی مفادات بہت گہرے ہو چکے تھے۔ یہ حضرات ابتدا سے آج تک اپنے نسبوں کی حفاظت کرتے آرہے ہیں جوان کو اہل بیت سے جوڑتے ہیں۔اور اپنے اخلاق اور نیک عادتوں پر قائم ہیں ان کا یہی حال ہندوپاک اور سارے اسلامی ممالک میں ہے۔

اہل بیت کی ہجرت ہندوستان، چین کے خشکی کے علاقوں اور بحر ارخبیل کے جنوب مشرقی ایشائی جزیروں تک ہی محدود نہیں رہی؛ بلکہ انہوں نے پوربی اور دکھنی افریقی ساحلوں کی طرف بھی ہجرت کی۔جب شمالی افریقہ کے ادریسیوں کو جوکہ اہل بیت میں سے ہیں۔ ظلم ستم کا سامنا پڑا تو ان میں سے بہت سارے سادات اپنی جان بچانے کے لیے ہجرت کر گئے اور افریقہ کے وسط، جنوب اور مغرب میں قیام پذیر ہوئے۔اس بنیاد پر ہمیں کوئی حیرت نہیں ہے کہ اگر ہم سیاہ براعظم (افریقہ) میں ایسے لوگوں اور خاندانوں کو پاتے ہیں

جو خود کو اہل بیت کی طرف منسوب کرتے ہیں، حدیث شریف میں ہے "الناس مؤتمنون علی أنسابهم" یعنی لوگوں کے بیان کردہ نسب پر اعتبار ہوگا۔ لیکن یہ حدیث احتیاط اور جستجو سے منع نہیں کرتی کیوں کہ بعض لوگ اس نسب کا یا اس کے علاوہ دوسرے نسبوں کا بغیر حق کے دعوی کرتے ہیں لہذا اس بابرکت پاک نسب کے دعوے میں اگر کسی کو شک ہو تو وہ دعوی کرنے والے سے دلیل مانگ سکتا ہے۔"[1]

خاندانی وجاہت

حضرت مخدوم سید شاہ رکن الدین شہباز حسینی چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مادری خاندان کا تعلق سلاطین سامانیہ سے ہے۔ آپ کی حقیقی جدہ کا تعلق حضرت خواجہ احمد یسوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد سے ہے۔ حضرت مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے ملفوظات میں خود اسے بیان فرمایا ہے:

"حضرت قدوة الکبری می فرمودند که از زمان اسدبن [2] سامان که سلاطین بهرامیه اند سلسله جده مادرین حضرت بآنها می رسد۔ سلطنت عراق وبعضے نواحی آفاق ازاں زمان بایں دودمان حضرت شده می آید وجدات مادرین ایشاں اکثر از اتراک لاچین اند۔ جده آخرین ایشاں ازاولاد حضرت خواجه یسوی است واز اتراک لاچین نیزدر سلسله ابرہیمیه امیه سمنانیه سامانیه رشته مادرین بوده است۔"

ترجمہ:

1- ڈاکٹر عبدہ یمانی، علموا أولادکم محبة آل بیت النبی ﷺ، دار القبلہ للثقافۃ الاسلامیہ، سعودیہ عربیہ، سال اشاعت: 1412ھ/1992ء، ص: 31-32۔

2- اصل نسخہ اور مترجم نسخہ میں اسدین لکھا ہے جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے۔

حضرت قدوۃ الکبری مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ:

اسد بن سامان کے زمانے سے جو بہرامیہ سلاطین سے ہیں، حضرت کا سلسلۂ جدۂ مادری ان سے ملتا ہے۔ سلطنت عراق اور اس کے قرب وجوار کا علاقہ اس زمانے میں اسی خاندان کی ملکیت تھا۔ ان حضرات کی مائیں بھی اکثر لاچینی اتراک کے خاندان سے ہیں۔ ان کی آخری جدہ خواجہ احمد یسوی کی اولاد سے ہیں اور اتراک لاچین سے ہیں اور ان کا مادری سلسلہ ابراہیمیہ سمنانیہ سامانیہ سے ملتا ہے۔

سامانی سلطنت کا قیام سب سے پہلے ماوراء النہر میں ہوا تھا، پھر افغانستان وخراسان تک اس کو وسعت ملی تھی۔ تقریبًا دس حکم رانوں نے اس سلطنت کے سنگھاسن پر بیٹھ کر راج کیا۔ سبھی اپنے مورث اعلی اسد بن سامان کی طرف منسوب ہو کر سامانی کہلائے۔ انٹرنیٹ کی مشہور ویب سائٹ وکی پیڈیا میں اس کی تفصیل موجود ہے۔

مادری نسب نامہ

حضرت مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تعلق سلطنت ابراہیمیہ سمنانیہ سامانیہ سے تھا، اسی سلطنت کے تخت نشیں ہو کر آپ نے دس سال حکومت کی، جنگیں لڑیں اور اپنے عہد حکومت میں پرچم اسلام کو بلند وبالا رکھا۔ حضرت مخدوم سید شاہ رکن الدین شہباز حسینی چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شمار ارکان سلطنت میں ہوتا ہے یا نہیں؟ اس پر کوئی ٹھوس ثبوت نہیں ہے البتہ ان کا سلسلۂ نسب مادری حضرت خواجہ احمد یسوی تک پہونچ کر حضرت مخدوم سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے متحد ہو جاتا ہے۔ یہ حقیقت ہے۔ اس لحاظ سے آپ دونوں حضرات کا خاندانی سلسلہ ابراہیمیہ، سمنانیہ، سامانیہ، ایک ہی ہے۔

پدری نسب نامہ

حضرت مخدوم سید شاہ رکن الدین شہباز چشتی حسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سادات میں سے

ہیں۔ آپ کا نام رکن الدین اور شہباز لقب ہے۔ یہ لقب مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عطا کردہ ہے۔ اکیس واسطوں سے آپ کا سلسلہ نسب حضرت امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہونچتا ہے۔ نسب نامہ درج ذیل ہے:

شجرۂ نسب

حضرت سید شاہ رکن الدین شہباز حسینی چشتی

1- حضرت مخدوم سید شاہ رکن الدین شہباز حسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ،

2- ابن حضرت سید شاہ علاء الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ،

3- ابن حضرت سید شاہ سراج الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ،

4- ابن حضرت سید شاہ شمس الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ،

5- ابن حضرت سید شاہ معظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ،

6- ابن حضرت سید شاہ مکرم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ،

7- ابن حضرت سید شاہ صالح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ،

8- ابن حضرت سید شاہ اسماعیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ،

9- ابن حضرت سید شاہ ایوب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ،

10- ابن حضرت سید شاہ احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ،

11- ابن حضرت سید شاہ امجد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ،

12- ابن حضرت سید شاہ غلام مرتضیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ،

13- ابن حضرت سید شاہ غلام مجتبیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ،

14- ابن حضرت سید شاہ خواجہ احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ،

15- ابن حضرت سید شاہ خواجہ نخشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ،

16- ابن حضرت سید شاہ اسحاق عطا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ،

17-ابن حضرت سید شاہ اسماعیل عطا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ،
18-ابن حضرت سید شاہ ابراہیم اصغر عطا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ،
19-ابن حضرت سید موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ،
20-ابن حضرت سید شاہ جعفر صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ،
21-ابن حضرت سید شاہ باقر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ،
22-ابن حضرت سید زین العابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ،
23-ابن حضرت سید شاہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید کربلا،
24-ابن حضرت فاطمۃ الزہرا زوجۂ حضرت علی رضی اللہ عنہما،
25-بنت سید المرسلین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم.[1]

مرشد گرامی کے نزدیک مقام و مرتبہ

مخدوم سید شاہ رکن الدین شہباز حسینی چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چہیتے خلیفہ تھے، آپ کا شمار کبار خلفاء میں ہوتا تھا، ان کے درمیان آپ کو امتیازی شان حاصل تھی۔ آپ صاحب طیر وسیر بزرگ تھے۔ پیر و مرشد کے نزدیک آپ کے مقام و مرتبے کو خلیفۂ مخدوم سمنانی حضرت نظام الدین یمنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لطائف اشرفی میں اختصار اور جامع انداز میں پیش کیا ہے:

"حضرت شیخ رکن الدین وشیخ قیام الدین شاہباز از اصحاب کبار واحباب نام دار حضرت قدوۃ الکبری اند،ویکے از اصحاب ثلاثه که صاحب طیروسیر بودند ، آں مقدار عنایت وحمایت که بنسبت وی بود براصحاب دیگر کم دیده شد۔بسبب ایں نسبت

1-**مرتب کردہ زیر نگرانی:** حضرت مولانا سید شاہ محمد شفیع اشرفی شہبازی، حضرت مولانا سید شاہ شریف حسن اشرفی شہبازی، حضرت سید شاہ حاجی سید سراج احمد اشرفی شہبازی، حضرت سید شاہ حسن احمد اشرفی شہبازی علیہم الرحمہ۔

حضرت شیخ رکن الدین وشیخ قیام الدین شاہباز از اصحاب دیگر مخصوص بودند۔"

ترجمہ:

حضرت شیخ رکن الدین وحضرت شیخ قیام الدین شاہباز، یہ دونوں شیوخ حضرت قدوۃ الکبری کے نام دار احباب واصحاب کبار میں سے ہیں۔ اور حضرتِ والا کے ان اصحاب ثلاثہ میں سے ہیں جو اصحاب طیر وسیر تھے۔ حضرت قدوۃ الکبری ان کے حال پر جس قدر مہربان تھے، دوسروں کے ساتھ ایسی مہربانی دیکھنے میں کم آئی۔ اس نسبت سے حضرت شیخ رکن الدین وشیخ قیام الدین شاہباز دیگر اصحاب سے ممتاز تھے۔[1]

اصحاب سیر وطیر کا مفہوم

لطائف اشرفی کی مذکورہ عبارت میں حضرت مخدوم سید شاہ رکن الدین شہباز حسینی چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں "**یکے از اصحاب ثلاثه صاحب طیر وسیر بودند**" کے پُر شکوہ الفاظ وارد ہوئے ہیں۔ یہ الفاظ حضرت مخدوم سید شاہ رکن الدین شہباز حسینی چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عظمت کے اظہار کے لیے بہت خوب ہیں اور درجۂ استناد میں کامل سند کی حیثیت رکھتے ہیں۔ طیر کا مطلب ہوتا ہے؛ اُڑنا، مکان وزمان کے حدود کو توڑنا، لمحوں میں دور دراز مقامات پر پہنچ جانا۔ اور سیر کا مطلب ہوتا ہے؛ چلنا، سفر کرنا یعنی عالم روحانیت میں سلوک ومعرفت کی منزلیں طے کرنا۔ لہٰذا ان الفاظ کی روشنی میں کہا جاسکتا ہے کہ حضرت مخدوم سید شاہ رکن الدین شہباز حسینی چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے دل وروح کی پاکیزگی کی بنیاد پر معرفت الٰہی میں تیزی سے ترقی کرنے والے بزرگ تھے۔ انھیں ہمیشہ دنیا سے سیری رہتی تھی، کبھی کسی دنیاوی لالچ وخواہش نے انھیں پریشان نہیں کیا۔ وہ کبھی کسی مال ومنال کے طلب گار نہیں رہے۔ وہ ہر دم دنیاوی خواہشات سے آزاد ہوکر سیر الی اللہ کی طرف متوجہ

1- نظام الدین یمنی، لطائف اشرفی فی بیان طوائف صوفی، مرجع سابق، ج:1، ص:403۔ ملخصًا۔

رہے۔

حضرت مخدوم سید شاہ رکن الدین شہباز حسینی چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو پلک جھپکتے ہی میلوں کا سفر طے کرنے کی صلاحیت تھی۔ ان کو بیک وقت مختلف جگہوں پر موجود رہنے کی قوت حاصل تھی، ان کو ایک ہی وقت میں کئی جگہوں پر خود کو ظاہر کرنے کی طاقت عطا کی گئی تھی۔ وہ اپنی روحانی عطائی طاقت سے کہیں بھی آ، جاسکتے تھے۔ یہ صفات عام ولیوں کو حاصل نہیں ہوتیں اس کے لیے تزکیہ نفس، مجاہدۂ قلب اور سخت روحانی ریاضت کی ضرورت ہوتی ہے۔ علم تصوف کی روشنی میں سیر و طیر کے مزید مفاہیم برآمد کئے جاسکتے ہیں۔

حضرت سید شاہ قیام الدین چشتی

حضرت مخدوم سید شاہ رکن الدین شہباز حسینی چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ حضرت شاہ قیام الدین چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ذکر بھی مذکورہ عبارت میں ہے۔ یہ حضرت شاہ قیام الدین چشتی کون تھے؟ بعض مصادر میں ان کو حضرت مخدوم سید شاہ رکن الدین شہباز حسینی چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے برادر اور بعض میں پسر کہا گیا ہے۔ یہ بھی حضرت مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دوسرے سفرِ ممالکِ شرقیہ میں ساتھ ہولئے تھے اور حضرت مخدوم سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ وارد ہندوستان ہوئے تھے۔ اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ سید علی حسین اشرفی میاں کچھوچھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ:

"حضرت شیخ سید شاہ رکن الدین شاہ باز و شیخ قیام الدین من جملہ اصحاب ثلاثہ صاحب طیر و سیر تھے، حضرت محبوب یزدانی کی عنایت اور کرم آپ پر حد سے زیادہ تھا، دوسری بار جب حضرت ولایت کو تشریف لے گئے، اپنے ہم راہ دونوں صاحبوں کو لائے، آپ قوم اتراک لاچین سے تھے۔ ان حضرات پر توجہ اس قدر تھی کہ دوسروں پر نہ تھی۔"[1]

1- صحائف اشرفی، مرجع سابق، ص:88۔

حضرت مخدوم سید شاہ رکن الدین شاہباز چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ حضرت مخدوم قیام الدین کا رشتۂ خاندانی ظاہر کرتے ہوئے حضرت مولانا سید شاہ اشرف حسین اشرفی جیلانی کچھوچھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب انوار اشرفی کے حاشیہ میں لکھا ہے:

”رکن الدین شاہ باز والدِ شاہ قیام الدین۔“[1]

بحر زخار میں حضرت مخدوم قیام الدین چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حضرت مخدوم سید شاہ رکن الدین شہباز حسینی چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا برادر لکھا گیا ہے: بحر زخار میں ہے:

”شام قیام الدین برادر ہم پیر رکن جرہ باز بسیار بزرگ بود مزارش دردکن، رحمۃ اللہ علیہ۔“

شاہ قیام الدین شیخ رکن الدین جرہ باز کے بھائی تھے، بلند رتبہ بزرگ تھے۔ ان کا مزار دکن میں ہے۔[2]

مخدوم شاہ قیام الدین چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جائے تدفین میں بھی روایات مختلف ہیں۔ خانوادۂ مخدوم سید شاہ رکن الدین شہباز حسینی چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جہاں دیدہ علماو مشائخ کی زبانی میں نے سنا ہے کہ ان کا مزار ضلع بستی کا نواحی علاقہ شاہ پور میں ہے۔ مولانا شاہ سید علی حسین اشرفی میاں جیلانی کچھوچھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی یہی بات لکھی ہے:

”دریافت سے معلوم ہوا کہ حضرت شاہ قیام الدین قدس سرہ کا مزار موضع شاہ پور ضلع بستی میں واقع ہے۔“[3]

حضرت مخدوم شیخ قیام الدین چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حالات پردۂ خفا میں ہیں۔ ان کے شرف و بزرگی کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفۂ

1- مولانا اشرف حسین جیلانی کچھوچھوی، انوار اشرفی، مطبوعہ مطبع اشرفی، ٹانڈہ، بار چہارم، ص:31۔

2- وجیہ الدین اشرف، بحر زخار، تصحیح و تدوین آذر میدخت صفوی، مرکز تحقیقات فارسی، دانش گاہ اسلامی علی گڑھ، سال اشاعت: 2011ء، ج:1، ص:522۔

3- دیکھیے: صحائف اشرفی، ص:88، مرجع سابق۔

اجل تھے۔ ان کے ہم سفر و ہم رشتہ ہونے کا شرف انھیں حاصل تھا۔

شہباز یا جرہ باز

مصنف بحر زخار حضرت شیخ وجیہ الدین لکھنوی نے مخدوم سید شاہ رکن الدین شاہباز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو جرہ باز لکھا ہے۔ حالاں کہ جرہ باز ان کا لقب نہیں ہے۔ وہ شہباز تھے، مخدوم سید اشرف جہاں گیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انھیں یہ لقب خود عطا فرمایا تھا۔ حضرت مخدوم سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایک دوسرے خلیفہ حضرت مخدوم جمیل الدین چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھے، ان کا لقب جرہ باز تھا۔ بحر زخار میں سہو کتابت سے شہباز کی جگہ جرہ باز لکھا گیا ہوگا۔ حضرت مولانا سید اشرف حسین اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب انوار اشرفی منظوم سوانح حیات مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں خلفا کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

تھے رکن دین شاہ خطاب ان کا شاہ باز بالائے گھاگرہ ہے مزار ان کا اہل راز
اور شیخ اصل دین ملقب سپید باز اور وہ جمیل دین مخاطب بہ جرہ باز[1]

مرشد گرامی کے شب و روز کے مشاہد

حضرت مخدوم سید شاہ رکن الدین شہباز حسینی چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خاص خدمت گاروں میں شامل تھے۔ نشست و برخواست، خلوت و جلوت اور سفر و حضر کے ساتھی تھے۔ انھوں نے اپنے ماتھے کی آنکھوں سے حضرت مخدوم سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شبانہ روز کے معمولات کا مشاہدہ کیا تھا۔ مرور زمانہ کی وجہ سے تاریخی آثار محو ہو چکے ہیں مگر چند واقعات جنھیں تاریخ نے اپنے دامن میں سمیٹ رکھا ہے، اندازہ لگانے کے لیے کافی ہیں۔ ہم ذیل میں ان واقعات کو درج کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

1- دیکھئے: انوار اشرفی، ص: 31، مرجع سابق۔

پیر کے وسیلے سے برکتِ شب قدر ملی

شب قدر کی برکتیں آج بھی ہیں اور صبح قیامت تک رہیں گی، مگر ان برکتوں کو پانا مشکل امر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں جستجو کرنے کا حکم دیا ہے۔ کسی خاص رات کو اس کے لیے متعیّن نہیں فرمایا ہے۔ حضرت مخدوم سید شاہ رکن الدین شہباز حسینی چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنے پیر و مرشد مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی معیت میں خاص شب قدر کی عبادتوں سے لطف اندوز ہونے کا موقع ملا ہے اور اس کی برکتوں سے سرفراز ہونے کا شرف ملا ہے۔ لطائف اشرفی میں ہے:

”حضرت قدوۃ الکبری می فرمودند که شب بیست وہفتم ماه مبارک رمضان 782ھ ہفصد وہشتاد ودو بروح آباد بشرف شب قدر ہر ایک اصحاب را مشرف شاختیم چناں چه حضرت نور العین وحضرت دریتیم وحضرت رکن الدین شاہباز وحضرت شیخ اصیل الدین سفید باز وشیخ جمیل الدین جره باز وحضرت قاضی رفیع الدین اودھی وشیخ شمس الدین اودھی وشیخ عارف وشیخ معروف وبسے از قلندران مجلی بحلل تجرد وموصوف باوصاف فرد ،ملک محمود که مخلص معتقدان ومخلص مریدان بود وجمعی از خدماء بارگاه اعلیٰ وفرقۂ از ندماء درگاه والا بایں خصوصیت مخصوص شدند۔“

ترجمہ:

حضرت قدوۃ الکبریٰ نے فرمایا کہ: رمضان المبارک 782ھ کی 27/ تاریخ کی شب کچھوچھہ شریف میں تمام ساتھیوں کو میں نے شب قدر کی برکات سے مشرف کیا، چناں چہ حضرت نور العین، حضرت در یتیم، حضرت شیخ رکن الدین شاہ باز، شیخ اصیل الدین سفید باز، شیخ جمیل الدین جرہ باز، قاضی رفیع الدین اودھی، شیخ شمس الدین اودھی، شیخ عارف اور شیخ

معروف اور کچھ قلندر جو زیور تحریر سے آراستہ اور خوبی ویکتائی سے پیراستہ تھے اور ملک محمود جو نہایت خالص و مخلص مرید با اعتقاد تھے اور بہت سے خدام بار گاہ اور مصاحبین درگاہ اس خصوصیت سے مشرف ہوئے۔"[1]

مخدومی کرامتوں کے مشاہد

مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں سید علی قلندر نامی ایک بزرگ ملنے آئے۔ وہ صوفیہ کے فنون واصول کے جامع تھے اور علوم رسمیہ سے بھی بہرہ مند تھے۔ ان کو حضرت مخدوم سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لقب "جہاں گیر" سے تشویش تھی۔ انھوں نے علومِ سلوک و معرفت اور عقل و خرد کی روشنی میں مختلف جہتوں سے کئی اعتراضات کیے۔ حضرت مخدوم سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نہایت علمی اور متانت سے بھر پور اطمینان بخش جوابات دئے۔ یہ اعتراضات و جوابات نہایت علمی ہیں، پڑھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔ حضرت مخدوم سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بحر علم ہر جواب میں موجزن نظر آتا ہے۔ ایک سیل رواں ہے جو رکنے کا نام نہیں لے رہا ہے۔ اسی دوران ایک کلامی مسئلہ زیر بحث آگیا کہ: ایک قوت دوسری قوتوں کا عمل سرانجام دے سکتی ہے۔ یعنی؛ ہاتھ سے کھانے کا، آنکھ سے بولنے کا، کان سے چکھنے کا عمل ممکن ہے۔ یہ دعوی حضرت مخدوم سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا تھا۔ حضرت سید علی قلندر نے اس کا معائنہ کرنا چاہا پھر حضرت مخدوم سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی درج ذیل کرامت ظاہر ہوئی:

حضرت مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:

دیکھ لو! یہ میرا ہاتھ ہے، اس کی ایک حس ہے، اس میں دوسرے حواس کے احکام بھی شامل ہیں۔ ایک طباق جو رقیق غذا سے پُر تھا، کھانے کے لیے لایا گیا تھا، آپ نے اپنا دست مبارک اس برتن میں ڈالا، پلک جھپکتے ہی وہ شوربا ختم ہوگیا، بچا ہوا شوربا جو دیگ میں

1- شیخ نظام الدین یمنی، لطائف اشرفی فی بیان طوائف صوفی، مرجع سابق، ج:1، ص:58۔

تھا، اسے بھی طباق میں ڈال دیا گیا، تمام کا تمام شوربا ہاتھ نے کھالیا۔

اس کرامت کے مشاہد دیگر خلفاو مریدین کے ساتھ حضرت مخدوم سید رکن الدین شہباز حسینی چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی تھے۔ چناں چہ لطائف اشرفی میں حضرت علامہ نظام الدین یمنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

"بعضے نفرہ چناں چہ حضرت کبیروقاضی رفیع الدین وشیخ رکن الدین شاہباز وشیخ اصیل الدین سپید باز وشیخ جمیل الدین جرہ بازوامثال وغیرہمہ حاضر بودند ہر ایک بمشاہدۂ ایں امر غریب وبمعاینۂ ایں حکم عجیت انگشت دردہاں نہادند والسنہ بثنا کشادند وہر ایک سر قدم شیخ آوردندصدا از مجلس برخاست کہ ہرگز چنیں خارق ازہیچ عارف و اثق ندیدہ شد بلکہ نشنیدہ۔"

ترجمہ:

چند بزرگ جیسے حضرت کبیر، قاضی رفیع الدین، شیخ رکن الدین شہباز، شیخ اصیل الدین سفید باز اور شیخ جمیل الدین جرہ باز اور اس طرح دوسرے حضرات جو وہاں موجود تھے، ہر ایک نے یہ انوکھا امر اور عجیب معاملہ دیکھا، سبھوں نے حیرت سے اپنی انگلیاں منہ میں دبالیں اور اپنی زبانیں حضرت کی ثنا میں کھولیں۔ ہر ایک نے اپنے سر آپ کے قدموں میں رکھ دئے۔ مجلس سے ایک شور برپا ہوا کہ؛ ایسی کرامت کسی عارف واثق سے کبھی نہیں دیکھی گئی بلکہ سنی بھی نہیں گئی۔[1]

جاے تبلیغ ورہائش کا انتخاب

حضرت مخدوم سید شاہ رکن الدین شہباز حسینی چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عرصہ دراز تک حضرت مخدوم سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت ہی میں رہے۔ روح آباد معروف بہ کچھوچھہ شریف

1- تفصیل دیکھئے: لطائف اشرفی فی بیان طوائف صوفی، مرجع سابق، ج:2، ص:378۔

میں تعمیرات خانقاہ میں حصہ لیا۔ نیر شریف کی جدید کھدائی، خانقاہ معلی کی تعمیر وغیرہ میں آپ کی مضبوط حصہ داری رہی۔ پھر حضرت مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کو تبلیغ دین لیے اپنے قرب وجوار ہی میں ایک علاقہ عطافرمایا۔ اس علاقے کو "نبی پورہ" کہا جاتا تھا جو بدلتے زمانے کے ساتھ اب "نئے پورہ" بن گیا ہے اور اسی نام کے ساتھ مشہور و معروف ہے۔ اس علاقے میں سرجو ندی کے کنارے ایک سرسبز و شاداب گاؤں "مقام" کے نام سے مشہور تھا۔ اسی نام سے اب بھی موجود ہے۔ یہ گاؤں حضرت مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو پسند تھا اور اپنی قیام گاہ بنانے کی چاہت تھی۔ مگر آپ نے اپنی چاہت ترک کردی اور مخدوم سید رکن الدین شہباز حسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو رہائش کے لیے یہ جگہ عطا فرمائی۔ لطائف اشرفی میں ہے:

"تعین مکان نبی پوره یافته، وآں لب دریاے سرجو که اول به خاطر حضرت قدوة الکبری گزشه بود که منزل سازند وآخرش شیخ رکن الدین وشیخ قیام الدین عنایت کردند وحواله نمودند۔"

ترجمہ:

حضرت مخدوم سید شاہ رکن الدین شہباز چشتی اور حضرت شیخ قیام الدین کو نبی پورہ کا مکان رہنے کو دیا گیا تھا جو دریائے سرجو کے کنارے ہے۔ اولاً حضرت قدوۃ الکبری مخدوم سمنانی کا یہ خیال تھا کہ وہ خود یہاں قیام فرمائیں گے لیکن پھر یہ ارادہ بدل دیا اور شیخ رکن الدین اور قیام الدین کو عنایت کر دیا۔[1]

جائے قیام "مقام" کی تعیین

حضرت مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے زمانے میں کچھوچھہ شریف کے قرب وجوار میں "مقام" کے نام سے دو جگہیں مشہور و معروف تھیں۔ دونوں جگہوں

1- نظام الدین یمنی، لطائف اشرفی فی بیان طوائف صوفی، مرجع سابق، ج:1، ص:403۔

سے حضرت مخدوم سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تعلق تھا۔ تاریخ نویسوں نے اسی تعلق و نسبت کی بنیاد پر دونوں جگہوں کا ذکر کیا ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ؛ یہاں بھی اس کا ذکر کر دیا جائے تا کہ حضرت مخدوم سید رکن الدین شہباز حسینی چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جائے قیام کے بارے میں کسی کو کوئی شبہ نہ رہے۔ ہم یہاں حضرت مولانا سید اشرف حسین جیلانی کچھوچھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عبارت پیش کر کے اپنی بات ختم کرتے ہیں:

نبی پور [موجودہ نئی پورہ] لب دریائے گھاگھرہ و سلونا گھاٹ ضلع فیض آباد جو عرف میں مقام کے نام سے مشہور ہے، حضرت محبوب یزدانی کا اکثر قیام وہاں بپاس خاطر رکن الدین شاہباز ہوتا تھا، دوسرا دیوہٹ کے قریب لب تالاب مزار شہید ہے، روح آباد سے ڈھائی کوس پچھم اس کو بھی مقام کہتے ہیں۔ حضرت محبوب یزدانی روح آباد سے قصد ملاقات اپنے برادر طریقت حضرت مخدوم عماد الدین پنڈوی [ٹنڈوی] رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مرید حضرت مخدوم جہانیان جہاں گشت و تعلیم یافتہ خود کر کے دیوہٹ تک تشریف لاتے، ادھر ٹانڈہ سے مخدوم عماد الدین رحمۃ اللہ علیہ کشش باطنی سے، قصد ملاقات حضرت کا کر کے ڈھائی کوس پورب تشریف لاتے، دونوں بزرگوں کا وہاں کچھ عرصہ تک قیام ہوتا، وہاں سے مخدوم ٹنڈوی ٹانڈہ کو اور حضرت روح آباد کو تشریف لے جاتے، اس وجہ سے اس کو بھی مقام کہتے ہیں۔ وہاں پر مسجد پختہ اور دو ایک مکان حلوائیوں کا ہے۔ حضرت مخدوم عماد الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ٹنڈوی کا مزار جامع مسجد قصبہ ٹانڈہ کے پورب ہے، عید الاضحیٰ میں عرس آپ کا ہوتا ہے۔[1]

مخدوم سید اشرف جہاں گیر سے مراسلاتی تعلقات

حضرت مخدوم سید رکن الدین شہباز حسینی چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے پیر و مرشد کی بارگاہ سے رخصت ہو چکے تھے۔ انھیں خدمت دین اور دعوت و تبلیغ کے لیے نیا علاقہ مل چکا تھا۔ وہ شب و روز اپنے دینی و اخروی وظائف و مشاغل میں مصروف عمل تھے مگر انھوں نے

1-انوار اشرفی، مرجع سابق، ص: 31، 32۔

مرشد گرامی سے کبھی تعلقات منقطع نہیں کئے، کبھی جسمانی طور پر حاضر ہوتے اور کبھی مراسلاتی پیغامات سے کام لیتے تھے، ہمیشہ اپنے ہادی و پیشوا کی رہنمائی میں زندگی گزارتے تھے۔اسی کا نتیجہ ہے کہ حضرت مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مکتوبات میں ان کے نام بھی ایک مکتوب شامل ہے۔یہ مکتوب قدیم دستاویز ہے۔اس کی اہمیت کے پیش نظر ہم اسے یہاں اصل متن کے ساتھ پیش کر رہے ہیں۔ قارئین کرام کی گراں باری اور تنشیط اذہان کا خیا کرتے ہوئے ہم نے اس مکتوب گرامی کو کئی حصوں میں بانٹا ہے۔

مکتوب مخدوم سید اشرف جہاں گیر
بنام مخدوم سید شاہ رکن الدین شہباز حسینی

”[جز الف]برادر اعز ارشد شیخ رکن الدین شاہباز رزقه الله تعالیٰ وصوله بمنازل حقیقة ، بباید دانست که درترجمۂ عوارف آورده اند که صوفیان صفه صفا وطالبان صفوت وفا درپرداختن باسبابِ داراسباب پرداختن خود راگونه گونه اند ،بعضے از آنہا نند درفتوح بسر می پرند وہیچ معلومی سرنبرند، از کسی خواہش سوال نکنند وسوال کسی نکنند ۔جمعی دگر اند که اشتغال بکسب کنند وبکسب اشتغال نکنند ،وچندی دگرند که دروقت فاقه سوال کنند وفاقۂ سوال نکنند،ہریکی را مقامیت نه ازمقام نامی ازننگ نام دارند ونام ازننگ نام دارند۔

ترجمہ:

”برادر اعز وارشد شیخ رکن الدین شاہباز [اللہ کریم انہیں منازل حقیقت تک وصول عطا کرے] جاننا چاہیے کہ عوارف المعارف کے ترجمہ میں لکھا ہے کہ: صفوتِ وفا کے طلب گار پاکیزہ صفت صوفیا کے، اسبابِ دنیا سے خود کی پرورش و پرداخت کے سلسلے میں

الگ الگ درجے ہیں۔ان میں بعض فتوح پر بسر کرتے ہیں، کسی معلوم کی طرف توجہ نہیں کرتے، کسی خواہش کا سوال نہیں کرتے اور کسی سے کچھ نہیں مانگتے۔ایک گروہ کسب میں اشتغال رکھتاہے اور کسب ہی میں مشغول نہیں رہتے ہیں۔کچھ حضرات ایسے بھی ہیں جو فاقہ کے وقت مانگتے ہیں اور مانگنے کا فاقہ نہیں کرتے ہیں۔ ہر ایک کا الگ الگ مقام ہے۔بعض مقامِ شہرت کو ننگ وعار سمجھتے ہیں اور بعض ننگ وعار نہیں سمجھتے ہیں۔

ہر کسی رادر سلوک راہ دین　　اکتسابی و احتسابی دیگر است
آں یکی بر فقر و فاقہ می روند　　از سبب بیرون حسابی دیگرست
وآں دیگر اسباب دارد اکتساب　　مبداء کار و مآلی دیگر است
باز ایں جمعی پریشان کاروبار　　درسرائے پیچ وتابی دیگراست
می زند برسنگ جام ننگ ونام　　کز کفی ساقی شراب دیگراست
اشرف آں ساغر کہ ہردم نمیرند　　نقل آں می راکبابی دیگر است

ترجمہ:

دین کے راستے پر چلنے کے لیے ہر کسی کا احتساب واکتساب [نیت وطریقہ کار] الگ الگ ہیں۔

ایک نے فقروفاقہ کا راستہ چنا ہے، بیرونی اسباب سے ان کا احتساب الگ ہے۔
ایک دوسرے نے اکتساب کے اسباب اختیار کئے ہیں، ان کے کام کا مبدا اور مآل دیگر ہیں۔
ان میں سے ایک جماعت کاروبار میں پریشان ہے، دنیا میں ان کے پیچ وتاب الگ ہیں۔
کچھ غیرت وحمیت کے جام پتھر پر مارتے ہیں کہ ساقی کے ہاتھ سے لطفِ شراب دیگر ہے۔
اشرف جو ساغر وپیالہ ہمیشہ رہتا ہے اس میں کباب (کا ذائقہ) ہی دیگر ہے۔

❁

”[جز،ب]ہر ایک از حد وادب خود نگذرند چوں فقیر نفس خود را تعلیم سیاست کند وکفا بدارد اورا ،واز قبل حق تعالیٰ اورا

فہمی باز دیده ورکردد، درآں چه شروع خواہد کرد بسبب وترک سبب تا بتواند فقیر سوال نکند بلکه ترک سوال بکند که رسول علیه السلام فرموده ترغیب وترہیب ،اما ترغیب آنست که ثوبان روایت می کند که پیغام بر علیه السلام فی فرماید:"من یضمن لی بواحد تقبل له بالجنة" یعنی ہر کس که یک چیز از من ضمان کند من اورا ضمان شوم بہشت۔ثوبان گوید رضی الله عنه :من گفتم که من ضامن می شوم یا رسول الله علیه السلام ، رسول علیه السلام گفت : " لا تسئل الناس شیأ" از مردمان چیزے مخواه۔پس ثوبان درراه اگر علاقه تازیانه ازدستش افتادی ازکسی نخواستی خود فرود آمدی وبرداشتی ۔

ابورزرعه روایت می کند که درمدینه آمدم وبخانه ابوسعید فرود آمدم ومن باونشسته بودم ،حکایت کرد که یکروز امداد کرد وایشاں راہیچ طعامی نبود ازگرسنگی سنگے بر شکم بسته بود ،زن من مرا گفت برسول علیه السلام روکه فلاں کس بروآمد واورا خطبه می کرد ومی گفت :"من یستعف یعففه الله ومن یستغنی یغنیه الله ومن سألنا شیأفوجدناه اعطناه وواسعناه ومن استعد عنه استغنی فهو أحب الینا ممن سالنا۔"

ترجمہ:

"کوئی بھی حد ادب سے تجاوز نہیں کرتے ہیں۔جب فقیر اپنے نفس کو تدبیر کی تعلیم دیتا ہے تو اس کو رزق دیا جاتا ہے اور اللہ عزوجل کی جانب سے فہم بینا عطا کیا جاتا ہے۔فقیر جب سبب یا ترک سبب کی ابتدا کرتا ہے تو وہ ممکنہ حد تک کسی سے سوال نہیں کرتا بلکہ ترک سوال کرتا ہے کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے "ترغیب" اور "ترہیب" دونوں فرمایا ہے۔

ترغیب یہ ہے کہ: حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا کہ:

”جو مجھے ایک چیز کی ضمانت دے دے تو میں اس کے لیے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔“

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، میں نے کہا کہ: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ضمان دیتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: ”لوگوں سے کوئی چیز طلب نہ کرو۔“

اس کے بعد حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ حال ہو گیا کہ اگر راستے میں ان کے ہاتھ سے کوڑا گر جاتا تو کسی کو آواز نہیں دیتے خود نیچے اتر کر کوڑا اٹھا لیتے۔

حضرت ابوزرعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں جب مدینہ شریف آیا تو حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر اترا، ایک دن میں ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا، انھوں نے ایک حکایت بیان کی کہ؛ ایک روز جب صبح ہوئی تو ہمارے پاس کھانے کے لیے کچھ نہیں تھا، ہم نے بھوک کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھ لیا۔ میری عورت نے مجھ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جائیے، ان کے پاس فلاں آدمی آیا ہوا ہے۔ جب میں پہنچا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو خطبہ دے رہے تھے۔ ارشاد فرمایا: جو شخص سوال کرنے سے بچے گا اللہ تعالیٰ اسے غنی کر دے گا۔ جس نے ہم سے سوال کیا، ہمارے پاس رہا تو ہم نے اسے ضرور دیا اور بھرپور دیا۔ جو استعداد رکھے اور سوال سے بچے وہ شخص میرے نزدیک سوال کرنے والوں سے زیادہ بہتر ہے۔

❁

”[جز، ج]اولیاء متقدمین واصفیاء بالین اکثر بکسب اشتغال داشته اند ،زیراچه ستر ایں طائفه است وبرخی بحد دریں کسب درآمده انداز جہت کسر نفس –حضرت قدوة العارفین خواجۂ ما رضی الله عنه بفرمود ند نسبت اصحاب خود چوں بشرف اراده مشرف می شدند اگر مجرد ارادۂ رسمی داعیه داشتندی، اراده کرده

بامور معہودہ خویش رفتہ بکارزراعت باتجارت اشتغال می کردند ۔
اگر بعضے را داعیۂ سلوک می شد اولاً بکسب درخورد او دلالت می کردندوگرنہ درخانقاہ خویش ازوظائف روزمرہ اورا یقین می کردندو اکثر چناں مردم بودند کہ بعیال واطفال خود می آمدند، ورای خوانق گزشت صوامع پہلوی خانقاہ پانصد خانہ از جا بہای کردہ بودند وکلبہای بہم وگرگہای مستحکم پہلوی یکدگر ساختہ بودند کہ طالبان خدای وسالکان طریق رضای کہ معیل وغیرہ بودند ،ورہ رواں راہ ہدای کہ متاہل وفرومی آمدند آں خانہاء وصومعہاے بآنہامی پرداختند،دراں حین کہ ایں درویش بشرف پابوس آں حضرت مشرف شد ہفصد کس معیل ومتاہل بوظائف متعینہ وطوائف معینہ درملازمت ایشاں بودند۔ومردم افراد وتنہا تنہا خود از حد بیرون بودند ہمی کردہ اند ،ہم چوں سیارہ کارکہ ہریک بوظائف کاری کردند۔

ترجمہ:

”اکثر اولیاے متقدمین اور اصفیاے مسند نشین کسب سے اشتغال رکھتے تھے۔یہ اس گروہ کے لیے پردہ داری ہے اور اس کسب سے کسر نفسی کا پہلو بھی نکل آتا ہے۔ہمارے خواجہ قطب العارفین [شیخ علاء الحق پنڈوی] سے جب لوگ شرف بیعت سے مشرف ہوتے تھے تو آپ اُن مریدین سے فرماتے تھے کہ:صرف ارادت کا رسمی داعیہ رکھیں،جو معہود ومتعیّن ارادے [کام] ہیں مثلاً کاشت کاری اور کاروبار وغیرہ وہ کرتے رہیں۔

اگر کسی کو داعیۂ سلوک میں لیتے تو پہلے اس کو خورد ونوش کے لیے کام دھندہ کی ہدایت کرتے۔بصورت دیگر اپنی خانقاہ ہی میں اس کو روزمرہ کے کاموں میں لگادیتے۔[خانقاہ میں آنے والے] اکثر لوگ ایسے ہوتے جو اہل وعیال رکھتے اور اپنے اہل خانہ کو بھی ساتھ لاتے۔خانقاہ کے پیچھے اور اسکے بغل میں پانچ سو جھونپریاں بنی ہوئی تھیں،وہ

سگ اور شیر کی مانند ایک دوسرے سے مستحکم و مربوط تھیں، جو طالبان خدا اور سالکان راہ رضا اہل و عیال رکھتے تھے وہ وہیں فروکش ہوتے تھے اور ان کی پرورش و پرداخت اسی خانقاہ کے جھونپریوں میں ہوتی تھی۔

جس وقت یہ درویش [مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ] آں حضرت کی پابوسی کے شرف سے مشرف ہوا اُس وقت سات سو اہل و عیال والے لوگ وظائف متعیّنہ پر حضرت کی خدمت میں ملازم تھے۔ ہر شخص تنہا تنہا باہر جاتا تھا اور کام پر مامور سیاروں کی طرح اپنی ذمہ داری ادا کرتا تھا۔

زہے خانقاہ سپہر بنای — که خورشید از شمع اومستعار
مریدان دراں خانقاہ فلک — ہمی کرده آمد چوں سیاره کار
نبوده کسی فارغ از کا رخویش — بہمت ہمی رفتہ اندراہوار
ہمی رفته اند راه ظلمات رنگ — بانوار خورشید چرخ وقار
دراں خانقاہ ولایت چراغ — نباشد کسی فارغ از کاروبار
چناں بود از طالبان اژدہام — که موران نمی یافتند راه بار
ہمہ طالبان موردارند ہم — بدرگاه جمشید خورشید بار
بانوار آں روی خورشید نور — چوں انجم ہمہ بوده آمد مستعار
زخورشید اواشرف است ذرۂ — که می تابد از نور خورشید وار

ترجمہ:

کیا روشن خانقاہ ہے خورشید اس کے شمع سے مستعار ہے
اس خانقاہ کے مریدین آسمان پر موجود ستاروں کی طرح کام کرتے ہیں۔
کوئی بھی اپنے کام سے فارغ نہیں ہے، منزل تک پہنچنے میں سبھی باہمت ہیں۔
چرخ وقار خورشید کے انوار سے سبھی رنگ راہ ظلمات طے کر رہے ہیں۔
اس ولایت چراغ خانقاہ میں کوئی بھی کاروبار سے خالی نہیں ہیں۔

طالبوں کی اس خانقاہ میں اتنی بھیڑ ہے کہ چیونٹی گزرنے کی راہ نہیں ہے۔
تمام متلاشیان چیونٹیوں کی مانند روشن سورج کے گھیرے میں ہیں۔
اس نور برستا سورج کے انوار سے سبھی ستاروں کی طرح روشنی مستعار لیتے ہیں۔
اشرف اس خورشید کا ایک ذرہ ہے، اسی کے نور سے سورج کی طرح چمکتا ہے۔

❁

”[جز،د]یک روز حضرت قطب العارفین ولب الکاملین جمعی از اصحاب خود را بارداده بودند وہمه طالبان جناب خورشید را بار آماده وخود درحریم ولایت اندک ضعیفی داشتند از درون خادم آمد که سید اشرف را بطلبند یقین بود که ہم نام برخاستند خادم برگشت حکم آورد که سید اشرف جہاں گیر درآید چندی نیز برپاشدند که پدرایشاں جہاں گیر نام داشت ،باز خادم حکم آورد که سید اشرف مخاطب بخطاب جہاں گیری وسمنانی درآید۔

ترجمہ:

”ایک روز قطب العارفین ولب الکاملین [شیخ علاء الحق پنڈوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ] نے اپنے مریدین کی ایک جماعت کو کام میں لگایا۔ اس آفتاب ولایت کے سارے طالبین کام میں لگ گئے۔ خود کچھ ضعیفی کی وجہ سے حریم ولایت ہی میں ٹھہرے رہے۔ اندر سے باہر آکر ایک خادم نے کہا کہ: سید اشرف کو طلب کر رہے ہیں۔ ہم نام لوگ کھڑے ہوئے۔ پھر خادم نے دوبارہ حکم لایا کہ سید اشرف جہاں گیر کو طلب کر رہے ہیں، پھر چند لوگ جن کے والد کا نام جہاں گیر تھا اندر جانے کے لیے تیار ہوگئے پھر خادم نے حکم سنایا کہ سید اشرف جہاں گیر سمنانی اندر تشریف لائیں۔

زہے درگاہ خورشید علائی — کہ دَرش خسرو جمشید باشد
سپہر مکرمت خورشید اسرار — کہ نورش درجہاں جاوید باشد

بدورصوفیان خانقاہش — بکنہ مطربی ناشید باشد
کسی کا ید بدرگاہش زامید — ندیدہ کس کہ اونومید باشد
میان پردہ سازاں حریمش — زخود دانش بزرگ امید باشد
بفرق منگرش خورشید خنجر — کشیدہ تیغ چوں شہید باشد
جہاں پُرکرد از نور ولایت — فراز آسماں چوں شید باشد
اشرف ز ذرۂ خورشد آید — کہ درکار جہاں دارید باشد

ترجمہ:

آفتاب علائی کی درگاہ کیا خوب ہے۔ ان کے در پہ خسرو و جمشید ہیں۔
آسمانِ عزت اور خورشیدِ جہاں ہیں، ان کا نور جہاں میں دائمی رہنے والا ہے۔
ان کی خانقاہ کے صوفیاے کرام ان کی حقیقت کے گیت گانے والے ہیں۔
کسی کو بھی ان کی خانقاہ سے امید وابستہ ہوجائے پھر وہ کبھی نامید نہیں ہوتا ہے۔
ان کے حرم کے پردہ ساز لوگ بزرگوں سے کم نہیں ہیں۔
تلواروں سے شہید ہونے والوں اور ان کے در پہ خنجرِ خورشید سے شہید ہونے والوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔
انھوں نے دنیا کو نور ولایت سے بھر دیا ہے۔ آسمان کی بلندی ان پر فدا ہے۔
اشرف اسی خورشید کا ذرہ ہے۔ ان کا بھی جہاں میں کام ہے۔[1]

مخدوم رکن الدین شہباز حسینی کسب میں اشتغال رکھتے تھے

حضرت مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مذکورہ مکتوب سے بخوبی سمجھا جاسکتا ہے کہ حضرت مخدوم سید شاہ رکن الدین شہباز حسینی چشتی نے ان سے مشائخ

1- مخدوم شیخ عبد الرزاق نور العین، مکتوبات اشرفی، مخزونہ خانقاہ رشیدیہ، جون پور، ص: 86 تا 89۔

روزگار اور خدمت گاران دینِ پروردگار کے لیے سوال کیا ہوگا کہ:ان کا کسب رزق میں اشتغال رکھنا کیسا ہے؟ جو عظیم ہستیاں دین کی خدمت اور مذہب کی تبلیغ میں لگے رہتے ہیں انھیں مریدین کے نذرانوں اور عقیدت مندوں کے تحفوں پر گزر بسر کرنا چاہیے یا خود کسب معاش کے ذرائع مثلاً زراعت وتجارت وغیرہ کا بھی انتخاب کرنا چاہیے؟ حضرت مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا جواب صاف ہے۔انھوں نے کسب معاش کرنے کی ترغیب دی ہے۔اس کی حکمتوں کو بیان کیا ہے اور بطور دلیل اپنے مرشد گرامی مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عمل بھی بتایا ہے۔حضرت مخدوم سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ کسب معاش کرنے سے مشائخ کی ولایت وکرامت پس پردہ رہتی ہے۔عام انسانوں کی طرح رہن سہن اختیار کرنے سے ان کی روحانیت عوامی نگاہوں سے اوجھل رہتی ہے۔کسب معاش میں مجاہدۂ نفس بھی ہے،اس سے کسر نفسی کی دولت ہاتھ آتی ہے۔مخدوم سید شاہ رکن الدین شہباز حسینی چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یقیناً مخدوم سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پند ونصائح پر عمل کیا ہوگا اور اپنی گزر بسر کے لیے کسب معاش کے ذرائع واسباب اپنایا ہوگا۔

حجرۂ مرشد کی تعمیر میں حصہ داری

کچھوچھہ مقدسہ کا نام مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روح آباد رکھا تھا۔جس حجرہ میں آپ عبادت وریاضت کیا کرتے تھے اور اپنے شب روز گزارا کرتے تھے،اس کا نام وحدت آباد رکھا تھا۔اس حجرۂ خاص کی تعمیر کے سلسلے میں اعلیٰ حضرت مولانا شاہ علی حسین اشرفی میاں کچھوچھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ:

حجرۂ وحدت آباد جو خاص دولت خانہ حضرت [مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی کچھوچھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا] تھا،آپ اس میں قیام فرماتے تھے۔جس کے اندر خدامِ حضرت والا نے حضرت کے لیے سجادہ بنایا تھا۔اس مکانِ وحدت آباد کے بنانے میں ان دس افراد نے حصہ لیا۔ان حضرات کے علاوہ کسی نے کچھ کام نہیں کیا۔وہ دس حضرات کے نام یہ ہیں:

[1]-حاجی الحرمین سید عبد الرزاق نور العین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

[2]-ابو الفضائل مولانا حاجی نظام الدین یمنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

[3]-مخدوم شیخ مولانا کبیر العباسی سرور پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

[4]-مخدوم شیخ مولانا عارف چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

[5]-مخدوم شیخ شیخ الاسلام گجراتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

[6]-مخدوم شیخ رکن الدین شہباز چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

[7]-مخدوم شیخ مولانا مبارک چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

[8]-مخدوم شیخ مولانا معروف چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

[9]-ملک الامرا شیخ ملک محمود بھٹنڈوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

[10]-مخدوم شیخ بابا حسین کتاب دار اور دیوار چننے والا ایک راج بھی برسر عمل تھا۔

مذکورہ حضرات حضرت مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ”خلفاے عشرہ مبشرہ“ کہلاتے تھے۔ یہ بزرگ حضرات حجرۂ وحدت آباد کی تعمیر کے لیے گارا، پانی اور اینٹ کے کام میں مشغول تھے۔[1]

سلاسل طریقت

مخدوم سید شاہ رکن الدین شہباز حسینی چشتی، حضرت مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید وخلیفہ تھے۔ ان کے ہم نشیں، ہم سفر اور ہم رشتہ تھے۔ ان ہی کی معیت ومحبت میں حضرت مخدوم شہباز حسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ترک وطن کیا تھا۔ یقیناً انھوں نے جملہ سلاسل طریقت کی اجازت وخلافت بھی اپنے چہیتے مرید وخلیفہ کو دی ہوگی۔ جن میں سلسلۂ عالیہ قادریہ، سلسلۂ عالیہ قادریہ جلالیہ، سلسلۂ عالیہ چشتیہ، سلسلۂ زاہدیہ اشرفیہ، سلسلۂ

1-دیکھیے: صحائف اشرفی، ج:2، ص:132۔

کبرویہ اشرفیہ، سلسلۂ شطاریہ اشرفیہ، سلسلہ فردوسیہ اشرفیہ بڑے اہم ہیں۔ ان سارے سلاسل کا ذکر طوالت سے خالی نہیں ہے۔ہم یہاں صرف دو سلسلوں کا ذکر تے ہیں جن کے ذریعے اسرارِ معرفت وسلوک اکابرین سے ہوتے ہوئے بابِ علم حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتے ہیں۔

سلسلۂ عالیہ شہبازیہ اشرفیہ چشتیہ

الٰہی بحرمت حضرت سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم،
الٰہی بحرمت حضرت امیر المومنین سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ،
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ،
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عبد الواحد بن زید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ،
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ،
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ سلطان ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ،
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ سدید الدین خذیفہ المرعشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ،
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ امین الدین ہبیرۃ البصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ،
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ممشاد دینوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ،
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابو اسحاق شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ،
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابو احمد ابدال چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ،
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابو محمد چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ،
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ناصر الدین ابو یوسف چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ،
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ،
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ،
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ،

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ،
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ سید قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ،
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر اجودھنی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ،
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ سید محمد نظام الدین محبوب الٰہی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ،
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عثمان اخی سراج الدین آئینۂ ہند اودھی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ،
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ شیخ علاء الحق گنج نبات بن اسعد لاہوری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ،
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ غوث العالم مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی محبوب یزدانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ،
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ مخدوم سید شاہ رکن الدین شہباز حسینی چشتی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ۔

سلسلہ عالیہ شہبازیہ اشرفیہ جلالیہ قادریہ

الٰہی بحرمت حضرت سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم،
الٰہی بحرمت حضرت امیر المومنین سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالٰی عنہ،
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ،
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ حبیب عجمی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ،
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ شیخ داؤد طائی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ،
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ،
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابوالحسن سری سقطی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ،
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ،
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ شیخ ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ،
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابوالفضل عبد الواحد تیمی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ،
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ شیخ ابوالفرح طرطوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ،

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ شیخ ابوالحسن ہنکاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ،
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابوسعید مبارک مخزومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ،
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ غوث اعظم محبوب سبحانی سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ،
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ شیخ علی حداد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ،
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ علی افلح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ،
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ شیخ قطب الیمن ابوالغیث ابن جمیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ،
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ شیخ فاضل بن عیسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ،
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ شیخ محمد عبید غیثی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ،
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ مخدوم سید جلال الدین بخاری جہانیان جہاں گشت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ،
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ غوث العالم محبوب یزدانی تارک السلطنت مخدوم سلطان سید اشرف جہاں گیر سمنانی کچھوچھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ،
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ مخدوم سید شاہ رکن الدین شہباز حسینی چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

عقد مسنون اور اولاد واحفاد

حضرت مخدوم سید شاہ رکن الدین شہباز حسینی چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شادی ہوئی تھی اور اولاد بھی تھی۔ اس کا ذکر موجود ہے۔ شادی کہاں ہوئی تھی؟ ہندوستان میں یا اپنے وطن مالوف میں؟ یہ کنفرم نہیں ہے۔ خلیفۂ مخدوم سمنانی حضرت مخدوم شاہ قیام الدین چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اگر مخدوم سید شاہ رکن الدین شہباز حسینی چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا صاحب زادہ مانا جائے (جیسا کہ ایک روایت یہ بھی ہے اور یہی مشہور بھی ہے) تو صاف ظاہر ہے کہ آپ کی شادی اپنے وطن ہی میں ہوئی تھی اور آپ مع اہل وعیال ہندوستان تشریف لائے تھے۔

حضرت مخدوم سید شاہ رکن الدین شہباز حسینی چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد واحفاد جن جگہوں پر ہیں ان کی ایک اجمالی فہرست مرشد اعلیٰ حضرت اشرفی حضرت مولانا سید شاہ

اشرف حسین جیلانی کچھوچھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب انوار اشرفی میں دی ہے۔ درج ذیل ہے:

”آپ کی اولاد میں سادات شیخ پورہ معافی پرگنہ اکبرپور متّصل بازار قرقی ضلع فیض آباد اور نبی پور عرف مقام شاہ ہدایت حسین وغیرہ اور گورکھپور میں مولوی سبحان اللہ بن الابن مولوی حبیب اللہ مع دیگر اعزہ اور کتبا متصلہ شاہ پور درگاہ حضرت شاہ قیام الدین ضلع بستی اور خانقاہ بنول ضلع اعظم گڑھ میں ہیں۔“[1]

حضرت مخدوم سید شاہ رکن الدین شہباز حسینی چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایک صاحب زادے کا نام شاہ متقی تھا۔ ان کا مزار بندول ضلع اعظم گڑھ میں ہے۔ مشہور زمانہ دانش ور وادیب مولانا شبلی نعمانی کے اجداد سید شاہ متقی کے دست حق پرست پر ایمان لائے تھے۔ یہ خاندان پہلے برہمن تھا۔ ڈاکٹر سید فضل الرحمٰن کاظمی. ایم. ڈی اسٹیٹ یونانی مڈیکل کالج الہ آباد نے اہل خاندان کے دستاویزات دیکھ کر با تحقیق یہ بات لکھی ہے۔[2]

حضرت مخدوم سید شاہ رکن الدین شہباز چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پاک کے بغل میں حضرت مخدوم سید شاہ علیم الدین چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار ہے۔ ڈاکٹر فضل الرحمٰن کاظمی صاحب نے انھیں حضرت مخدوم شہباز حسینی چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا صاحب زادہ قرار دیا ہے۔ چناں چہ آپ لکھتے ہیں:

”آپ کے دو صاحب زادوں کا تذکرہ ملتا ہے، جن میں ایک سید شاہ علیم الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جن کا مزار مبارک شاہ رکن الدین شہباز حسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بغل میں مقام درگاہ میں موجود ہے۔“[3]

1- دیکھیے: انوار اشرفی، مرجع سابق، حاشیہ ص:32۔

2- دیکھیے: ڈاکٹر فضل الرحمٰن کاظمی، سید شاہ رکن الدین شہباز چشتی ایک مختصر تعارف، ناشر اراکین عرس کمیٹی مخدوم شاہ رکن الدین، مقام درگاہ، سال اشاعت، 2011ء، ص:14۔

3- دیکھیے: مرجع سابق، نفس صفحہ۔

حضرت سید شاہ مولانا اشرف حسین جیلانی کچھوچھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے:

"حضرت مخدوم سید رکن الدین شاہباز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار اور آپ کے پوتے سید علیم الدین کا، آپ کی مزار کے برابر تھا۔"[1]

حضرت مولانا الشاہ علی حسین اشرفی میاں کچھوچھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ:

"آپ کے مزار کے برابر آپ کے پوتے شاہ علیم الدین قدس سرہ کا مزار ہے۔"[2]

خانوادۂ شہبازیہ کے موجودہ اکابرین بھی یہی کہتے ہیں کہ: حضرت شاہ علیم الدین چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت مخدوم سید شاہ رکن الدین شہباز حسینی چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پوتے ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ ڈاکٹر فضل الرحمٰن کاظمی صاحب کے رسالے میں سہواً صاحبزادوں میں ان کا شمار ہو گیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب ذی علم آدمی ہیں، خانوادۂ شہبازیہ سے ان کی رشتہ داری بھی ہے، انھیں بخوبی حقیقت حال کا علم ہے۔

مرشد گرامی کے روبرو ظہور کرامات

تصوف و سلوک کی راہ میں یہ بات مشہور ہے کہ مرید اپنے مرشد کے سامنے اظہار کرامت نہیں کرتا بلکہ اپنی کثرت عبادات کا اظہار بھی نہیں کرتا، اسے سوِ ادب سمجھتا ہے۔ وہ اپنے مرشد سے ہمہ وقت اکتساب فیض کی فکر و تدبیر میں رہتا ہے۔ مرشد سے زیادہ سے زیادہ اکتساب فیض کے لیے اپنے آپ کو ناقص شمار کرتا رہتا ہے۔ مخدوم سید شاہ رکن الدین شہباز حسینی چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مقام اس سلسلہ میں جداگانہ ہے۔ وہ حضرت مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چہیتے ہیں۔ ان کے مزاج آشنا ہیں اور نہایت قریبی خدمت گار ہیں۔ مرشد گرامی کے روبرو ان کے ظہور کرامت سے نہ سوِ ادب کا پہلو نکلتا ہے اور نہ عجب نفسی کا گوشہ، بلکہ شجر مخدومی ثمربار نظر آتا ہے۔ درخت تر و تازہ ہے اور اس کے پھل بھی

1- دیکھیے: انوار اشرفی، حاشیہ ص: 31، مرجع سابق۔

2- دیکھئے: صحائف اشرفی، مرجع سابق، ص: 88۔

خوب صورت اور میٹھے ہیں۔

سفر میں زادِراہ کی قلت دور ہو گئی

مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی کچھوچھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کسی سفر میں جا رہے تھے۔ دریائی راستہ تھا۔آبی جہاز کا سفر تھا۔راہ میں غلہ ختم ہوگیا۔ ہوا مخالف تھی، جہاز کو کسی بازار وقصبہ کے کنارے لگا پانا بھی مشکل تھا۔باد موافق کا انتظار ہو رہا تھا۔غلہ کی کمی کی وجہ سے ہم راہیوں کا برا حال ہو رہا تھا۔اس سفر میں حضرت سید شاہ رکن الدین شہباز حسینی چشتی بھی حضرت مخدوم سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہم راہ تھے۔انھوں نے اپنی روحانی طاقت سے پرواز کیا اور کسی بازار سے دو بورے غلے خرید کر جہاز میں لاکر رکھ دیا۔مسافروں کے دم میں دم آگیا۔[1]

لمحوں میں شہر مکہ گئے،آئے

حضرت مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی حیات مبارکہ ہی میں اپنے مزار مبارک کی بنیاد رکھنے کا ارادہ ظاہر فرمایا۔اس موقع پر احباب واخیار سبھی موجود تھے۔آپ نے فرمایا کہ:

”یہ مقام زیارت گاہ خاص وعام ہوگا، برکت کے واسطے کسی مقدس مقام کا پتھر اس کی بنیاد میں رکھنا چاہیے،اس مجلس میں حضرت سید شاہ رکن الدین شہباز حسینی چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی موجود تھے،انھوں نے عرض کیا کہ: مخدوم گرامی !آپ شریف مکہ کے نام خط لکھ دیجئے، میں ان شاء اللہ تعالیٰ ان کا تحریری جواب اور ساتھ میں پتھر بھی لے کر آؤں گا، آپ صاحب طیر وسیر بزرگ تھے،اس لیے ایک گھنٹے میں پرواز کرکے گئے اور شریف مکہ کے جواب کے ساتھ خانہ کعبہ سے پتھر لے کر مرشد کی خدمت میں حاضر ہوگئے،اس پتھر کو

1- دیکھئے:انوار اشرفی،حاشیہ،مرجع سابق،32۔

روضۂ مقدس کی بنیاد میں رکھا گیا۔ شریف مکہ کے جواب لکھنے میں جو دیری ہوئی سو ہوئی لیکن آپ کو آنے جانے میں کوئی عرصہ نہ لگا۔[1]

یہ واقعہ 793ھ کا ہے۔ حضرت مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی کچھوچھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے روضۂ مبارک کی تعمیر کی ابتدا اسی سال ہوئی تھی۔ اس کا مادۂ تاریخ "عرش اکبر" ہے جس کے اعداد 793 نکلتے ہیں۔

روحانی طاقت سے آب زم زم لے کر آئے

مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی کچھوچھوی کے گرد مزار ایک تالاب ہے، اسے نیر شریف کہا جاتا ہے۔ اس کی کھدائی کے بعد زم زم ڈالا گیا تھا۔ حضرت مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خود کئی بار زم زم لا کر ڈالا تھا۔ حضرت مخدوم سید رکن الدین شہباز حسینی چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی اپنی روحانی طاقت وقوت سے پرواز کیا۔ مکہ مکرمہ گئے اور آب زم زم لا کر نیر شریف میں ڈالنے کا شرف حاصل کیا۔[2]

یہ واقعہ 793ھ کے آس پاس کا ہے۔ روضۂ مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تعمیر سے چند سال پہلے نیر شریف کی کھدائی ہوئی تھی۔ انوار اشرفی میں ہے:

"چند سال پیشتر وفات سے حوض نیر اور روضہ تعمیر ہوا۔"[3]

1- سید شاہ رکن الدین شہباز چشتی ایک مختصر تعارف، مرجع سابق، ص:15، 14؛ انوار اشرفی، مرجع سابق، حاشیہ، ص:32؛ صحائف اشرفی، مرجع سابق، ج:2، ص:132۔ عرب میں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد کو شریف اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد کو سید کہا جاتا تھا۔ اور جس آل رسول نے خواہ حسنی ہو یا حسینی خانہ کعبہ کی تولیت سنبھالی ہو اسے بھی شریف کہا جاتا تھا، ممکن ہے کہ حضرت مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی علیہ الرحمہ کے زمانے میں خانہ کعبہ کا متولی آل رسول رہا ہو۔ اس لیے حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ نے اسے شریف مکہ لکھا ہے۔

2- مخدوم سید رکن الدین شہباز چشتی ایک مختصر تعارف، مرجع سابق، ص:15۔

3- دیکھیے: انوار اشرفی، حاشیہ، مرجع سابق، ص:32۔

پہلے نیر شریف کی کھدائی پھر روضۂ مبارک کی تعمیر ہوئی۔

وصال اور پہلی تدفین

حضرت مخدوم سید شاہ رکن الدین شہباز حسینی چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال 23/محرم الحرام کو ہوا تھا۔ سال وفات کا علم نہیں ہوسکا۔ البتہ اتنا کنفرم ہے کہ آپ 793ھ تک باحیات تھے۔ حضرت مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی کچھوچھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آپ چہیتے مرید وخلیفہ تھے۔ سفر وحضر خلوت وجلوت میں ساتھ رہتے تھے۔ ان کے روضۂ مبارک، خانقاہ عالیہ، نیر شریف اور حجرۂ خاص کی تعمیر میں شریک تھے۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو ان کی تجہیز وتکفین میں بھی آپ کو بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیے تھا، مگر اس خاص موقع پر آپ کا ذکر کہیں لکھا ہوا نہیں دیکھا، جب کہ اس موقع پر عوام وخواص اور بعض اکابر حضرات کے ناموں کے ساتھ ذکر ملتا ہے۔ نتیجتاً کہا جاسکتا ہے کہ حضرت مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی کچھوچھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال سے پہلے آپ جوار رحمت میں جاچکے تھے۔ 800ھ کے آس پاس آپ کا انتقال ہوا تھا۔ واللہ اعلم۔

مقام نئ پورہ کے سادات حسینیہ شہبازیہ کا آبائی قدیم قبرستان تقریبًا تیرہ بھیگہ پر مشتمل تھا، ندی کٹاؤ اور زمینی خرد برد کرنے والوں کی وجہ سے اب تقریبًا تین بھیگہ سے کم رہ گیا ہے۔ اس وقت یہ پانچوں پیر قبرستان کے نام سے مشہور ہے۔ اسی قبرستان کے قرب میں حضرت مخدوم سید شاہ رکن الدین شہباز حسینی چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار تھا۔ زیارت گاہ عام وخاص تھا۔

دوسری تدفین

وصال کے دو سو سال کے بعد آپ کو دوسری جگہ منتقل کیا گیا۔ منتقلی کی وجہ اور دوسری تدفین کے حالات کے سلسلے میں شیخ وجیہ الدین لکھنوی نے بحر زخار میں یوں

لکھا ہے:

"آں خدیو کرامت باہرہ،آں سلطان خوارق ظاہرہ، آں از والا ولایت سرفراز، حضرت شیخ رکن جرہ باز، خلیفہ حضرت سلطان سید اشرف جہاں گیر است۔ بغایت صاحب کرامت وبرکت بود، بالفعل مزار مبارکش از ٹانڈہ پنج کروہ برکنارۂ سرجو است وفرزندانش مقیم اند۔ از جملہ کرامتش آں کہ شب در یک ہزار یک صد وچہل ودوہجری صداے توپ وتفنگ برآمد وآب دریا ہم تہ وبالا شدہ ورنگ آبش سرخ گشتہ بود۔ہماں شب بفرزندان خود آں حضرت در معاملہ فرمود کہ ام شب مؤکلان ایں جوی می خواستند کہ مادر قعر دریااندازند، ام شب از قوت خود جنگ نمودہ استخواں را محفوظ داشتہ ام ،شماہا صبح استخوانم رابجاے دیگر دفن سازید،چناں چہ صبحی نعش مبارکش کہ از قبر برآوردند ہم چناں مسلم وتازہ یافتند وباتصال مدفن بجای محفوظ دفن ساختند و آثار خونریزی شب ازسرخ رنگ آب دریا مشاہدہ نمودند۔"

ترجمہ:

روشن کرامتوں کے بادشاہ،واضح خلاف عادت افعال کے سلطان ، ممتاز ولایت کے عالی مرتبت بزرگ ، خلیفہ مخدوم حضرت سلطان سید اشرف جہاں گیر سمنانی اعلیٰ درجے کے صاحب کرامت وبرکت بزرگ تھے۔ ان کا مزار مبارک ٹانڈہ سے تقریبا پانچ کوس کے فاصلے پر دریائے سرجو کے کنارے پر ہے، وہاں ان کی آل واولاد مقیم ہیں۔ان کی کرامتوں میں سے ایک یہ ہے سال ہجری 1142 کی رات نہایت تیز آواز سنائی پڑی، دریا کا پانی تہ وبالا ہوگیا، پانی کا رنگ سرخ ہوگیا۔ اسی رات انھوں نے اپنے فرزندوں کو خواب میں فرمایا کہ: آج کی رات اس علاقے کے مؤکلین چاہتے تھے کہ مجھے دریا کی گہرائی میں ڈال دیں۔ میں نے اپنی

قوت وطاقت سے ان سے جنگ لڑی ہے اور اپنے آپ کو محفوظ رکھا ہے۔ تم لوگ صبح مجھے دوسری جگہ دفن کر دینا۔ صبح کو جب نعش مبارک قبر سے نکالا گیا تو بالکل سالم اور تر و تازہ ملا۔ ان کے فرزندوں نے مدفن کے قریب ایک محفوظ مقام میں دفن کر دیا۔ رات کی لڑائی کے آثار صبح کو اپنی آنکھوں سے لوگوں نے دیکھا۔ دریا کا پانی مکمل سرخ ہو گیا تھا۔[1]

اعلی حضرت مولانا شاہ علی حسین اشرفی میاں کچھوچھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس واقعہ کو قدرے تفصیل سے لکھا ہے۔ ان کی تحریر کا ایک حصہ نذر قارئین ہے:

"مشیت یزدی وہاں دریا جاری کرنے کی تھی، اس لیے حضرت نے ایک راج کو خواب دکھلایا کہ؛ تو میری قبر کو کھود کر لاش باہر نکال ورنہ دریا برد ہو جائے گی، اب میری قبر دوسرے مقام پر بنے گی۔ اور ایک رئیس کو خواب دکھلایا کہ تیرے باغ میں صندل کا درخت ہے، اس کی لکڑی کاٹ کر میرے مزار کے صندوق کے لیے حاضر کر، چناں چہ صبح کو اِدھر سے راج حاضر ہوا، اُدھر سے وہ رئیس صندل کی لکڑی لادے ہوئے پہنچا، دریا بالکل متّصل قبر آ گیا تھا، حضرت شاہ رکن الدین شاہباز اور ان کے پوتے شاہ علیم الدین کا کا مزار کھودا تو دونوں قبروں سے دو صندوق بر آمد ہوئے اور لاش مبارک مسلم اس میں موجود تھی، اس بات کا خیال ہوا کہ اب آپ کو کہاں دفن کیا جائے؟ آپ نے کسی مقام کی ہدایت نہیں کی، اس وجہ سے دونوں بزرگوں کی لاشیں صندوق میں اسی موضع میں آپ کی اولاد کے گھر رکھ کر چلے گئے کہ جہاں جس مقام پر دفن کا حکم دیں گے، دفن کئے جائیں گے۔ چار مہینے [مولانا سید شاہ اشرف حسین اشرفی جیلانی نے لکھا ہے: "چھ ماہ تک دونوں نعش کی صندوقیں رکھی رہیں]۔"[2] کے بعد خواب دکھلایا کہ دریا کے متّصل ایک سینبھل کا درخت ہے، وہاں کبھی کبھی ہم بیٹھتے تھے

1- وجیہ الدین اشرف لکھنوی، بحر زخار، تصحیح و تدوین آذر میدخت صفوی، مرکز تحقیقات فارسی، دانش گاہ اسلامی، علی گڑھ، ج:1، ص:522، سال اشاعت 2011ء۔

2- دیکھئے: انوار اشرفی۔

،اسی مقام پر دفن کردو۔‘‘[1]

مخدوم سید شاہ رکن الدین شہباز حسینی چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دوسری تدفین جہاں عمل میں آئی، یہ جگہ بھی لب دریاے گھاگھرا تھی۔ ایک بڑا سایہ دار سینبھل کا درخت تھا، زائرین کو پانی اور سایہ دونوں میسر تھا۔ فرزندان خانوادۂ شہبازیہ نے ایک خوب صورت روضہ بھی بنادیا تھا جو زیارت گاہ خلائق تھا۔ تقریباً تین سو برس تک وہ روضہ زیارت گاہ خلائق بنا رہا۔[2]

زمانہ گرزتا گیا۔ ماہ وسال بدلتے رہے۔ ملک کے گوشے گوشے سے لوگ باگ حصول فیض کے لیے آتے رہے۔ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ علی حسین اشرفی میاں کچھوچھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی 1876ء میں زیارت روضہ کے لیے حاضر ہوئے۔ انھوں نے اپنا حال لکھا ہے:

’’فقیر اشرفی آپ کے مزار فائز الانوار کی زیارت کو گیا تھا، اس وقت دریا آپ کے مزار سے سو قدم کے فاصلہ پر قریب آگیا تھا، وہاں کے مخدوم زادے مرد وعورت سب مرید ہوئے، اور مولانا سید تقی مرحوم کو فقیر نے بعطاے خرقہ شریف خلافت سے مشرف کیا۔ وہاں کے پیرزادگان سے یہ کہ کر آیا تھا کہ آئندہ جب دریا کاٹتا ہوا مزار شریف کے قریب پہنچے تو مجھ کو اطلاع دینا تاکہ بروقت مناسب اقدام کیا جاسکے۔‘‘[3]

بیسویں صدی کے ابتدائی سالوں کی بات ہے۔ دریا کا فاصلہ سو قدم سے کم رہ گیا۔ بالین مزار تک آگیا۔ خانوادۂ شہبازیہ کے بزرگوں کو ظن غالب ہوگیا تھا کہ؛ دریا حضرت مخدوم سید شاہ رکن الدین شہباز حسینی چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار اقدس تک پہنچ جائے گا۔ انھوں نے ایک جدید روضہ کی تعمیر کرلی مگر وہاں انھوں نے از خود جسد مخدوم کو منتقل نہیں کیا۔ بشارت غیبی کا انتظار کرتے رہے۔ اس دوران مرشد وبرادرِ اعلیٰ حضرت اشرفی حضرت مولانا سید شاہ اشرف حسین جیلانی کچھوچھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زیارت کے لیے تشریف لے گئے۔

1- صحائف اشرفی، مرجع سابق، ص:90، 91۔

2- انوار اشرفی، مرجع سابق، ص:32۔

3- دیکھیے: صحائف اشرفی، مرجع سابق، ص:90۔ مع حذف واضافہ۔

انھوں نے جو حال دیکھا، اپنے قلم سے لکھا:

"فقیر ابو محمد اشرف حسین زیارت مزار اقدس کے لیے حاضر ہوا، دیکھا کہ: دریا نے بالین مزار کاٹ کر سیدھی دیوار بنادی ہے، حضرت کی اولاد سے کہا گیا کہ:

آپ کو اب یہاں سے لے جاکر اندر روضہ جدید جو فاصلہ پر طیار کر رکھا ہے دفن کردو۔ انھوں نے جواب دیا: بغیر حکم ہماری مجال نہیں۔"[1]

تیسری تدفین

دریا کاٹتا ہوا جب حضرت مخدوم سید شاہ رکن الدین شہباز حسینی چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار اقدس تک آگیا، قریب تھا کہ عین چبوترہ دریا بُرد ہو جاتا۔ اس منظر کو دیکھ کر اعلی حضرت مولانا شاہ علی حسین اشرفی میاں کچھوچھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید و خلیفہ حضرت مولانا سید شاہ تقی اشرفی شہبازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے مرشد گرامی کو باخبر کیا۔ آگے کا حال خود حضرت اشرفی میاں کی تحریر میں پڑھیے:

"جب دریا بڑھتا ہوا عین چبوترۂ مزار شریف سے مل گیا تو مولوی سید محمد تقی میرے خلیفہ نے مجھ کو آکر اطلاع کی۔ میں حضرت مخدومی و مرشدی حاجی سید ابو محمد اشرف حسین اشرفی زاد اللہ فیضانہ کی خدمت میں یہ واقعہ عرض کیا:

تیسرے دن آپ نے فرمایا کہ: مجھ پر یہ بات ظاہر ہوئی ہے کہ دو بزرگ شرق رو انھیں مزاروں پر فاتحہ پڑھ رہے ہیں۔ میں تم کو اجازت دیتا ہوں کہ دونوں قبروں کو کھود کر لاشیں نکالو اور سمت جنوب و مشرق جہاں جدید روضہ جو بغرض منتقل کرنے کے بنا ہے، اس میں لے جاکر دفن کردو، چناں چہ اس فقیر نے بموجب ارشاد عالی وہاں حاضر ہو کر چند دن قیام کیا، دو صندوق جدید تیار کرائے اور گرد مزار شریف پردہ کر کے دونوں صندوقوں میں دونوں بزرگوں کی لاشیں ایک چادر جدید میں مکفون کر کے تختۂ صندوق بند کیا۔ قرب و جوار کے

1- دیکھیے: انوار اشرفی، مرجع سابق، حاشیہ ص:32۔

مریدین کو اطلاع دی کہ سب حاضر ہوں، سینکڑوں آدمی جمع ہو گئے۔ اس فقیر نے بجماعتِ مریدان لاش مبارک اپنے کاندھے پر اٹھائی اور مقام مدفن میں پہنچائی، اس وقت کا حال بیان نہیں کر سکتا کہ میرے قلب پر کس قدر کیفیت پُر جوش تھی، رقت کا عالم یہ تھا کہ ضبط کی تاب نہ تھی، سب لوگ کلمۂ شہادت پڑھتے ہوئے مقام روضۂ عالی میں دفن کیا۔

انوار اشرفی میں لکھا ہے کہ:

"جسد مبارک کی منتقلی بتاریخ پانزدہم رمضان شریف یوم دوشنبہ 1331ھ کو کیا گیا، یہ بار سیوم دفن ہونا ہے۔"

اعلیٰ حضرت مولانا شاہ علی حسین اشرفی میاں کچھوچھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قبر کشائی کا حال اس انداز میں لکھا ہے:

"یہ عجیب کرامت حضرت کی ظاہر ہوئی کہ اول دو سو برس کے بعد مزار مقدس منتقل کرنے کا حکم دیا لیکن لب دریا ہی مدفن پسند کیا پھر تین سو برس کے بعد اس فقیر حقیر سے یہ کام کرایا۔ سب لوگ از حد خوف زدہ تھے کہ؛ کیوں کر مزار مبارک کھودا جائے، چوں کہ یہ فقیر اس کام کا مجاز تھا اس لیے پہلے میں نے کلمۂ شہادت پڑھ کر دو چار اینٹیں نکالیں، اس کے بعد محض آپ کی اولاد کے سوا کوئی دوسرا نہ تھا، ان لوگوں نے یہ خدمت کی۔"[1]

کہا جاتا ہے کہ: تیسری تدفین کے وقت حضرت کے نعش مبارک کو حضرت مولانا تقی اشرفی شہبازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مکان پر رکھا گیا تھا۔ جس دروازے سے حضرت مخدوم کو مکان میں لے جایا گیا تھا وہ من وعن اب بھی قائم ہے۔ انگریزی کلینڈر کے حساب سے یہ واقعہ 1916ء کو پیش آیا تھا۔

ڈاکٹر فضل الرحمٰن کاظمی صاحب نے تیسری تدفین کے سلسلے میں ایک سینہ بہ سینہ روایت نقل کی ہے۔ زبانی روایتوں کا بھی تاریخ میں بہت بڑی اہمیت ہے۔ اسی اہمیت کے پیش نظر ہم اس واقعہ کو یہاں درج کر رہے ہیں:

1- صحائف اشرفی، مرجع سابق، ص: 91۔

”جب دریا کی طغیانی قریب مزار پہنچی اور اس کا اندیشہ ہوا کہ: لاش مبارک دریا برد ہوجائے گی تو اس وقت سید عبرت حسین شہبازی صاحب نے کان پور میں، سید شاہ محمد تقی صاحب نے مقام درگاہ میں اور حضرت سید شاہ محمد علی حسین اشرفی میاں صاحب نے کچھوچھہ مقدسہ میں ایک ہی رات میں خواب دیکھا کہ؛ مخدوم صاحب مجھے لاشہ مبارک کو دوسری جگہ منتقل کرنے کا حکم دے رہے ہیں۔ تینوں حضرات کی جامع مسجد چوک ٹانڈہ میں ملاقات ہوئی اور اپنے اپنے خواب بیان کئے، اس کے بعد جنازہ مبارک کو موجودہ مزار مبارک میں منتقل کرنے کا عمل وجود میں آیا۔[1]

بعد مرگ بھی برستا ہے ابرِ کرم

مخدوم سید شاہ رکن الدین شہباز حسینی چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اللہ کریم کے محبوب بندوں میں سے تھے۔ انھوں نے تبلیغ دین اور اشاعتِ مذہب کے لیے اپنا وطن چھوڑا تھا۔ انھوں نے یکسوئی کے ساتھ رشد و ہدایت کا کام کیا۔ بندگان خدا کو پریشانی سے بچایا۔

حضرت مخدوم سید رکن الدین شہباز حسینی چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بعد مرگ بھی فیضان جاری ہے۔ اپنی روحانیت سے جسے چاہتے ہیں، فضل الٰہی سے مصائب سے بچا لیتے ہیں، چناں چہ 1965ء کا امر واقع ہے کہ: حاجی سید سراج احمد اشرفی مرحوم سفرِ حج سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ اہلِ خاندان صبح کو ان کے استقبال کے لیے اکبرپور جانے والے تھے۔ سید قدیر احمد صاحب کا بیان ہے کہ انھوں نے رات کو خواب دیکھا کہ؛ مسجد کے پاس وہ صفائی کررہے ہیں، ایک نورانی شکل والے بزرگ تشریف لائے اور اہل قریہ کی خیرت دریافت کرنے کے بعد کہا کہ:

کل حاجی سراج کو لینے اکبر مت جانا، ان کا جہاز چوبیس گھنٹے تاخیر سے آیا تھا، اس لیے وہ کل کی بجائے پرسوں آئیں گے۔ اس زمانے میں موبائل، ٹیلی فون وغیرہ نہیں تھے،

1- مخدوم سید شاہ رکن الدین شہباز حسینی ایک مختصر تعارف، مرجع سابق، ص:19۔ یہ روایت تواتر کے ساتھ مشہور ہے۔

حاجی صاحب کے گھر پہنچنے کے بعد جب واقعہ کی تفصیلات معلوم کی گئیں تو بات سوفی صد درست نکلی۔"[1]

مذکورہ واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت مخدوم سید رکن الدین شہباز حسینی چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بعد وصال بھی اپنی اولاد واحفاد کا بڑا خیال ہے۔ اللہ کریم کے بندوں کو مصائب وآلام سے محفوظ رکھنے کا ان کا مشن جاری وساری ہے۔

فیضِ شہبازی نے ڈوبتوں کو سہارا دے دیا

ڈاکٹر فضل الرحمٰن کاظمی صاحب لکھتے ہیں:

مخدوم سید شاہ رکن الدین شہباز حسینی چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بفضل خداوندی آج بھی اسی طرح فیوض وبرکات جاری وساری ہیں جس طرح ان کی زندگی میں جاری وساری تھیں۔ اس کی ایک زندہ مثال 1986ء کی ہے جب دریائے گھاگھرا میں کشتی بھنور کی زد میں آکر ڈوب گئی، اس وقت سید شریف الحسن میاں صاحب کا ایک مرید بھی اس کشتی میں سوار تھا۔ جب وہ زندگی سے مایوس ہوگیا اور بظاہر کوئی یارومددگار نہ رہا تو اس نے مخدوم صاحب کو آواز دی کہ؛ مخدوم صاحب! اتنی دور سے آکر کیا خدمت میں نہیں پہنچ سکوں گا؟ اس کے بعد اس کا بیان ہے کہ؛ جب میں زندگی سے مایوس ہوکر اپنی دانست میں ڈوب گیا تو اچانک ایسا لگا جیسے پیر کے نیچے کوئی چیز آکر ٹِک گئی ہو۔ جب امدادی عملہ اس کو بچانے کے لیے پہنچا تو اس نے کہا کہ: پہلے دوسرے لوگوں کو بچاؤ میں محفوظ ہوں۔ ظاہر سی بات ہے کہ اللہ پاک نے اپنے محبوب بندوں کو اتنا اختیار دے رکھا ہے کہ وہ جس طرح ظاہری زندگی میں تصرف رکھتے ہیں اسی طرح باطنی زندگی میں تصرف کا اختیار رکھتے ہیں۔ اس واقعہ کو سید قدیر احمد صاحب نے 2/ اکتوبر 2011ء کو بمقام کان پور ڈاکٹر فضل الرحمٰن کاظمی صاحب سے بیان کیا۔[2]

1- مخدوم شاہ رکن الدین شہبازی ایک مختصر تعارف، مرجع سابق، ص:21۔

2- دیکھیے: نفس مرجع سابق، ص:20۔

توسلِ شہبازی سے امیدیں برآئیں

حضرت مخدوم سید شاہ رکن الدین شہباز حسینی چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا آستانہ پُرسکون اور پُرفیض ہے۔ ان کے وسیلے سے مانگی گئی مرادیں پوری ہوتی ہیں۔ ان کے فیوض وبرکات کسی ایک کمیونٹی تک محدود نہیں ہیں۔ بلا امتیاز مذہب وملت ہر ایک کے لیے عام ہیں۔ خلوص دل کے ساتھ بارگاہ خداوندی میں لیا گیا ان کا وسیلہ کبھی رائیگاں نہیں جاتا ہے۔ آپ کے وسیلے سے عاجزی وانکساری کے ساتھ مانگی گئی دعا اللہ کریم قبول فرماتا ہے۔

جناب ادریس چودھری ساکن رام پور گلنٹ کی بانجھ بہو کو اسی در کے وسیلے سے نعمتِ اولاد نصیب ہوئی۔ سرحد پار نیپال کے موضع گنوریا کے رہنے والے جناب اکرام صاحب اور موضع سیوہنیا کے جناب ارشاد صاحب اسی در کے فیوض سے اولاد نرینہ کی دولت سے بہرہ مند ہوئے۔

غیر مسلموں پر فیضان شہبازی برسنے کی بات کریں تو ضلع امبیڈکر نگر کے موضع دیوریا کے رہنے والے رام کرت یادو اور موضع عینوا کے رہنے والے رام بھج یادو اس کی زندہ مثال ہیں، دونوں صاحبوں کے یہاں اولاد باحیات نہیں رہتی تھی۔ دونوں نے مخدوم سید شاہ رکن الدین شہباز حسینی چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آستانہ سے لو لگایا، ان کے فیوض وبرکات سے اللہ کریم نے ان غیر مسلموں کو بھی محروم نہیں رکھا۔[1]

1- ان واقعات کی تفصیل دیکھئے: مخدوم شاہ رکن الدین شہبازی ایک مختصر تعارف، مرجع سابق، ص: 23، 22۔

خانقاہ شہبازیہ اشرفیہ چشتیہ کی شاخیں

حضرت مخدوم سید شاہ رکن الدین شہباز حسینی چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بانیٔ خانقاہ شہبازیہ کی اولاد اور فرزندوں نے ملک کے طول و عرض میں بالخصوص شمالی ہند، نیپال اور بنگلہ دیش میں دین اسلام کی ترویج و اشاعت اور اصلاح و دعوت کا کام کیا۔ بعض نے اپنی پوری زندگی اسی میں صرف کر دی اور اس خانقاہ کی جگہ جگہ شاخیں قائم کیں۔ حضرت مولانا سید شاہ محمد اکمل میاں اشرفی سبحانی، صاحب مسندِ درس مدرسہ رحمانیہ تعلیم القرآن، شتر خانہ، کان پور و سرپرست اعلیٰ دار العلوم غوثیہ اشرفیہ، ہیرامن پورہ، کان پور نے ان خانقاہوں اور ان کے مسند نشینوں کے کچھ احوال لکھے ہیں۔ ہم ان کے شکریہ کے ساتھ ان میں سے چند کا یہاں ذکر کر رہے ہیں۔

حضرت سید شاہ قیام الدین چشتی شاہ پور ضلع بستی

یہاں بانیٔ خانقاہ حضرت مخدوم سید شاہ رکن الدین شہباز حسینی چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لڑکے حضرت سید شاہ قیام الدین چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار فائز الانوار ہے۔ اپنے والد کی طرح آپ بھی صاحب طیر و سیر تھے، اور حضرت مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے محبوب نظر تھے، اپنے والد کے ہمراہ ہندوستان آئے تھے۔ تمام لوگ خواہ مسلم ہو یا غیر مسلم آپ کی درگاہ پر عقیدت مندی کے ساتھ حاضر ہوتے ہیں اور فیوض و برکات سے مالا مال ہوتے ہیں۔ آپ کی روحانی تصرفات کی وجہ سے علاقے کے غیر مسلموں پر اسلام کا رعب و دبدبہ قائم ہے۔

حضرت سید شاہ متقی شہبازی - بِنول ضلع اعظم گڑھ

بِنول میں حضرت مخدوم سید شاہ رکن الدین شہباز حسینی چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پوتے [بقول دیگر بیٹے] حضرت سید متقی علیہ الرحمہ کا مزار پر انوار ہے۔ یہ پورا علاقہ مشرکوں بالخصوص برہمنوں کا گڑھ تھا۔ آپ کی دینی مساعیٔ جمیلہ کا نتیجہ ہے کہ آج یہاں اسلام کی بہاریں ہیں۔ مشہور دانش ور اور ''الفاروق'' کے مصنف شبلی نعمانی صاحب کے آباء واجداد (جو برہمن تھے) آپ ہی کے دست حق پرست پر ایمان لائے تھے۔ آپ کا مزار مرجع عوام و خواص ہے اور بقائے سنیت کا ذریعہ ہے۔

حضرت سید شاہ حبیب اللہ شہبازی
جعفرآباد، ضلع گورکھپور

یہاں جعفرآباد میں بانیٔ خانقاہ حضرت مخدوم سید شاہ رکن الدین شہباز حسینی چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نسل سے تعلق رکھنے والے حضرت مولانا سید شاہ حبیب اللہ اور سید شاہ سیف اللہ علیہما الرحمہ کا خاندان آباد ہے اس علاقے میں سلسلۂ اشرفیہ کو پھیلانے میں ان کا اہم کردار ہے۔ شاہ حبیب اللہ کے احفاد میں مولانا سبحان اللہ صاحب بہت مشہور ہوئے۔ ہمیشہ گھوڑے کی سواری کرتے تھے۔ علاقے میں ان کا بڑا رعب داب تھا۔ جو کہہ دیتے تھے وہ قول فیصل ہوتا تھا۔ عوام وخواص سبھی ان کو عزت کی نگاہ سے دیکھا کرتے تھے۔ تقسیم ملک کے وقت وہ پاکستان چلے گئے۔ اس خاندان والاتبار کی لڑکیاں گورکھ پور کے معزز گھرانوں میں بیاہی تھیں۔ ان کی نسلیں آج بھی جاری ہیں۔

حضرت سید شاہ حشمت علی شہبازی
قصبہ نونھواں ضلع گورکھپور

یہاں بانیٔ خانقاہ حضرت مخدوم سید شاہ رکن الدین شہباز حسینی چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے

خانوادے سے تعلق رکھنے والے حضرت سید شاہ حشمت علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار پر فیض ہے۔ علاقے کے لوگ ان کو "روزہ ہے دادا" کے نام سے پکارتے ہیں۔ آپ ترک دنیا اور زہد وفقر سے لبریز تھے۔ خود فاقہ برداشت کرتے، لیکن سائلوں کو حسینی سخاوت اور شہبازی فیضان سے مالا مال کرتے۔ آپ نے ایام ممنوعہ کو چھوڑ کر مسلسل ۲۵ / سال روزے رکھے۔ اسی وجہ سے آپ کا لقب روزہ ہے دادا پڑ گیا۔ آپ کے ہاتھ سے قرآن مجید کا لکھا ہوا قلمی نسخہ آج بھی موجود ہے۔ آپ کے اندر دعوت وتبلیغ کا جذبہ اس قدر موجزن تھا کہ عالم شباب ہی میں اہل و عیال کو مخدوم شہباز حسینی چشتی کی روحانی حفاظت میں دے کر اشاعت دین حق کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ اور اپنی پوری زندگی رضائے الٰہی میں وقف کر دی۔

حضرت سید شاہ محمد تقی اشرفی شہبازی
مقام درگاہ

حضرت سید شاہ محمد تقی اشرفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ (یکے از سجادگان) آپ اعلیٰ حضرت مولانا سید شاہ محمد علی حسین اشرفی میاں کچھوچھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ تھے۔ بڑے خوبرو، اچھی جسامت کے مالک اور نورانی چہرے والے بزرگ تھے۔ کتنے لوگ تو صرف آپ کا چہرہ دیکھ کر ہی ہدایت پا گئے۔ اوراد و وظائف اور صوم وصلاۃ کے پابند اور عظیم عالم دین تھے۔ آپ کے مریدین کی تعداد ہزاروں میں تھی۔ بانیٔ خانقاہ شہبازیہ کا مزار دوسری بار منتقل کرنے والوں میں آپ بھی شامل تھے۔ خواب میں مزار کی منتقلی کا حکم حضرت مخدوم شہباز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جن لوگوں کو دیا ان میں سے ایک نام آپ کا بھی تھا۔ آپ کی آخری آرام گاہ مقام درگاہ میں ہے۔

حضرت سید شاہ عبرت حسین شہبازی-مقام درگاہ

حضرت حاجی الحرمین سید شاہ عبرت حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (یکے از متولیان) آپ بھی ان لوگوں میں شامل تھے، جن لوگوں نے بانیٔ خانقاہ سید شاہ رکن الدین شہباز چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے

مزار کو دوسری بار منتقل کرنے میں حصہ لیا تھا۔ آپ بڑے مالدار تھے۔ غریبوں کی مدد، بیواؤں اور یتیموں کا تعاون آپ کا محبوب مشغلہ تھا۔آپ کی زندگی میں خدمت خلق کی بڑی اہمیت تھی۔ مزار شریف اور مسجد کی تعمیر میں آپ نے نمایاں کردار ادا کیا۔ عرس کے موقع پر لنگر کا اہتمام بھی بڑے پیمانے پر کرتے تھے۔ آپ کی قبر مزار کے صحن میں مشرق کی طرف ہے۔

حضرت سید شاہ نذیر حسین شہبازی
دھنورا، شہرت گڑھ، سدھارتھ نگر

پیر طریقت حضرت سید شاہ نذیر حسین اشرفی شہبازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک بلند پایہ بزرگ تھے، اپنے ہم عصروں میں معتبر اور علوم شریعت و طریقت کے جامع تھے۔ عربی، فارسی، ہندی، انگریزی وغیرہ زبانوں میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ شب بیداری آپ کا شیوہ تھا، زندگی سادہ اور دنیاوی چمک دمک سے دور تھی۔ خاندان کے علما و مشائخ کا حد درجہ احترام کرتے تھے، سبھی خرد و کلاں پر شفقت فرماتے تھے۔ کوئی بھی گھریلو یا خاندانی مسئلہ ہو، آپس میں مل بیٹھ کر حل کر لیا کرتے تھے۔ کچھوچھہ شریف سے ان کو گہری عقیدت تھی۔ اعلی حضرت سید محمد علی حسین اشرفی میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بہت احترام فرماتے تھے، ان کی بارگاہ میں آپ مقبول تھے۔

حضرت شاہ نذیر حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس لوگ روحانی علاج کے لیے حاضر ہوا کرتے تھے، آپ بلا نکیر لوگوں کا علاج بھی فرماتے۔ جو کوئی سفلی عمل کرتا کرواتا، اس کا اطمینان بخش علاج کرتے اور سفلی کرنے والے کو اپنے روحانی عمل سے سزا بھی دیتے۔ آپ ایک بہترین عامل تھے۔ آپ کے پاس روحانی عمل سیکھنے والوں کی بھیڑ لگی رہتی تھی۔ خانوادے کے لوگ بھی آپ سے فیض حاصل کرنے کے لیے شب بیداری کرتے تھے۔

حضرت سید شاہ نذیر حسین شہبازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال 10 محرم 1377ھ مطابق

28 جولائی 1958ء بروز دوشنبہ کو دھنورا میں ہوا۔ وصیت کے مطابق شہرت گڑھ کے راجا کو اس کی اطلاع دی گئی۔ راجا آپ کا معتقد تھا، اس نے اپنے باغ کے بیچوں بیچ حضرت کو دفن کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ چناں چہ آپ کا مدفن راجا کا باغ بنا۔ 10 محرم الحرام کو ہر سال عرس منعقد ہوتا ہے۔

مشہور بات ہے کہ: ہاتھی آپ سے خائف رہتا تھا۔ ایک مرتبہ کا واقعہ ذکر ہے کہ ؛آپ کے وصال کے بعد اس باغ میں ایک برات کا قیام ہوا۔ جب برات آئی تو ساتھ میں ہاتھی اور گھوڑے بھی تھے۔ براتی گھوڑے تو باغ میں داخل ہو گئے لیکن بہت کوشش کے باوجود ہاتھی اس باغ میں داخل نہ ہو سکا۔ لوگوں نے ان براتیوں کو بہت سمجھایا کہ کوئی بھی ہاتھی اس باغ میں داخل نہیں ہو سکتا لیکن لوگ نہیں مانے اور زبردستی کرنے لگے، ہاتھی بدک گیا اور اس نے بہت سے لوگوں کو نقصان پہنچایا جن لوگوں نے اس واقعہ کو دیکھا تھا، ان کا بیان ہے کہ: اس وقت سے آج تک اس باغ میں کوئی ہاتھی داخل نہیں ہو پاتا۔ آپ کی یہ کرامت آج بھی زبان زد عوام ہے۔[1]

حضرت سید شاہ تصور حسین شہبازی

مقام درگاہ

حضرت پیر سید شاہ تصور حسین اشرفی شہبازی خلیفۂ بڑے حضرت مولانا اشرف حسین اشرفی جیلانی کچھوچھوی علیہما الرحمہ۔ آپ بھی بانیٔ خانقاہ مخدوم سید شاہ رکن الدین شہباز حسینی چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خانوادے سے ہیں۔ حضرت سید شاہ حشمت علی شہبازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے صاحب زادے ہیں۔ آپ بھی اپنے والد گرامی کی طرح بڑے صابر و شاکر تھے۔ زندگی میں بارہا خود فاقہ کیا لیکن سائلوں کو کبھی محروم نہ کیا۔ رحمدل و سخی تھے۔ دنیا سے بے رغبتی کا عالم یہ تھا کہ آپ کی بہت سی زمینوں پر دوسروں نے قبضہ کر لیا، لیکن حزن و ملال میں مبتلا نہ

1۔ بشکریہ حضرت مولانا سید جنید احمد شہبازی صاحب۔

ہوئے۔ ہمیشہ آخرت کی فکر میں رہے۔ حضرت مولانا سید مظفر حسین کچھوچھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کے مرشد زادے تھے، ان کے والد گرامی کے مرید و خلیفہ ہونے کی وجہ سے ان سے بہت محبت کرتے تھے۔ بڑے ذہین انسان تھے۔ پوری مثنوی شریف آپ کو زبانی یاد تھی۔ بڑے حق گو اور بے باک تھے۔ پورے خانوادے میں بڑی عزت و تکریم حاصل تھی۔ آپ کے مریدین سیکڑوں کی تعداد میں تھے۔ علم دین کی خدمت کے جذبے سے معمور تھے۔ آپ نے کئی مدارس اور ادارے قائم کئے اور ان کو متعلقہ علاقوں کے مریدین کے حوالے کئے۔ آپ سے کئی کرامتوں کا ظہور ہوا۔ ان میں سے ایک کرامت کا تعلق موضع بگھوا گھاٹ (جو اترولہ کے قریب) ضلع بستی میں ہے۔ آپ یہاں تشریف لائے تو لوگوں نے عرض کیا کہ: لمبے وقت سے یہاں بارش نہیں ہوئی ہے۔ آپ دعا کر دیں۔ آپ نے فرمایا: پھر میں یہاں سے جاؤں گا کیسے ؟ لوگوں نے کہا کہ: ہم لوگ آپ کو پانی سے بچا کر پہنچا دیں گے۔ آپ کے پیر تک کو بھی پانی نہیں لگے گا۔ آپ نے دعا فرمائی۔ رات میں اتنی بارش ہوئی کہ کھیت کھلیان بھر گئے۔ وہاں کے لوگوں نے آپ کو کندھوں پر بٹھا کر تین میل دور چھوڑا۔ آپ کا انتقال مقام درگاہ میں ہوا، اور درگاہ کے بغل میں مدفون ہوئے۔

حضرت سید شاہ شریف حسن میاں شہبازی

مقام درگاہ

پیر طریقت حضرت سید شاہ شریف حسن میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ 15ویں صدی کے جلیل القدر عارف باللہ اور زہد و تقویٰ کے پیکر تھے، علم شریعت و معرفت کے بحر بیکراں تھے۔ آپ نے سلسلۂ شہبازیہ اشرفیہ کو پھیلانے میں نمایاں کردار ادا کیا۔ فارسی زبان پر بڑا عبور حاصل تھا، اپنے وقت کے ''سعدی'' کہلائے۔ دین کی اشاعت و تبلیغ کے لئے ہفتوں ایک ہی موضع میں رہ کر سادہ لوح مسلمانوں کو اسلام و سنیت سے بہرہ مند فرماتے تھے۔ آپ کی شخصیت میں اتنی جاذبیت تھی کہ آپ کے حلقہ میں آنے والے حضرات آپ کا گرویدہ

ہو جاتے۔ کیا علماء! کیا مشائخ! سبھی آپ کے دیدار اور دعاؤں کے لئے قطار در قطار موجود رہتے تھے۔ سنت رسول ﷺ کی زندہ مثال تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اس خانقاہ میں 15ویں صدی ہجری میں سب سے زیادہ مرید آپ کے ہوئے۔ موضع مقام درگاہ کے قریب مضافات کے کئی غیر مسلم آپ کی صحبت سے مستفیض ہوکر مشرف بہ اسلام ہوگئے۔ لیکن حالات کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے یہ نومسلم خاندان و افراد اپنے آبائی دوکان و مکان، زمین جائداد کو چھوڑ کر سلطان پور کے قریب ضلع امیٹھی کے مضافات میں آباد ہوئے۔ ان کی نسلیں آج بھی موجود ہیں۔ ان میں ایک صاحب عالم دین بھی ہوگئے ہیں۔ خانقاہ شہبازیہ کے تعارف میں آپ کا اہم کردار رہا ہے۔ سادگی کے ساتھ نفاست پسند بھی تھے۔ آپ کا مزار درگاہ کے مشرقی جانب میں واقع ہے۔

حکیم سید شاہ صغیر احمد میاں شہبازی
مقام درگاہ

حضرت ڈاکٹر سید شاہ صغیر احمد شہبازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، شہبازی اور اشرفی دونوں رنگ سے آراستہ تھے۔ عبادت گزار، پیرہیزگار اور مرد مجاہد شخص تھے۔ تقویٰ اور پرہیزگاری کا عالم یہ تھا کہ حالت پیری اور بیماری میں بھی آپ کی نماز قضا نہ ہوئی۔ بڑے پایہ کے حکیم تھے، اپنی طبابت کے ذریعہ خلق کثیر کی بے لوث اور بلا معاوضہ خدمت کی۔ آپ نے اپنی زندگی میں بہت سارے فلاحی کام انجام دئے ہیں۔ گردونواح کے مسلم اور غیر مسلم اپنے معاملات و تنازعات کو آپ کے سامنے رکھتے تھے اور آپ کو فیصل تسلیم کرتے تھے۔ آپ عدل و مساوات پر مبنی ایسے فیصلے صادر کرتے تھے کہ فریقین میں سے ہر ایک مطمئن ہوجاتا۔ آپ نے کئی مساجد اور مدارس کی بنیاد بھی رکھی۔ غریب لڑکیوں کی شادی کرانا، سماجی برائیوں کو دور کرنا، ان کی اصلاح کرنا آپ کا مشغلہ تھا۔ خدمت علماء اور مسافروں کی مہمان نوازی آپ کی عادت تھی۔ موجودہ دور میں خانقاہ کے اندر جو بڑے تعمیراتی کام ہوئے ہیں ان کے محرک

آپ ہی ہیں۔آپ کی موجودگی خانوادے کے لئے بڑی نعمت و رحمت تھی۔بد عقیدگی اور بد مذہبی کے اس پرفتن دور میں تقریبًا نصف صدی سے زیادہ عرصے تک آپ نے ماحول کو پاکیزہ اور صاف ستھرا بنائے رکھا۔۱۶ ربیع الآخر 1445 کو آپ کی وفات ہوئی۔آپ کی قبر مزار کے پورب سمت میں واقع ہے۔

❁

سید شاہ قدیر احمد اشرفی شہبازی
باحیات

حضرت الحاج سید شاہ قدیر احمد اشرفی شہبازی صاحب قبلہ باشرع اور وقار خانوادہ ہیں۔آپ حضرت حکیم سید شاہ صغیر احمد اشرفی شہبازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے برادر خرد ہیں۔مدرسہ تعلیم القرآن رحمانیہ، شترخانہ، کان پور کے پرنسپل رہ چکے ہیں۔اپنی ضعف و نقاہت کے باوجود خانقاہی عظمت و شان کی پاسداری کررہے ہیں۔مذہبی علوم کے فروغ اور خدمت خلق میں کوشاں رہتے ہیں۔ خانقاہ شہبازیہ حسینیہ کے پیغامات کی ترویج واشاعت اور اس کے متعلقہ چیزوں کی حفاظت وصیانت کے لیے اپنی اولاد کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔

خانوادۂ شہبازیہ ایک عظیم سایہ دار درخت ہے۔اس کی شاخیں دور دور تک پھیلی ہوئی ہیں۔ہر شاخ گل بوٹے سے مزین ہے۔اس میں قسم قسم کے پھول لگے ہیں جو اپنی اپنی خوشبو سے ہندو بیرون ہند کے مختلف خطوں کو معطر کر رہے ہیں۔سب کا ذکر اس مختصر میں ممکن نہیں۔جو ذکر ہوا وہ عشر عشیر سے بھی کم ہے۔

❁

خانقاہ حسینیہ شہبازیہ اشرفیہ

مقام درگاہ، نزد- التفات گنج، امبیڈکر نگر، یو.پی

❁❁❁

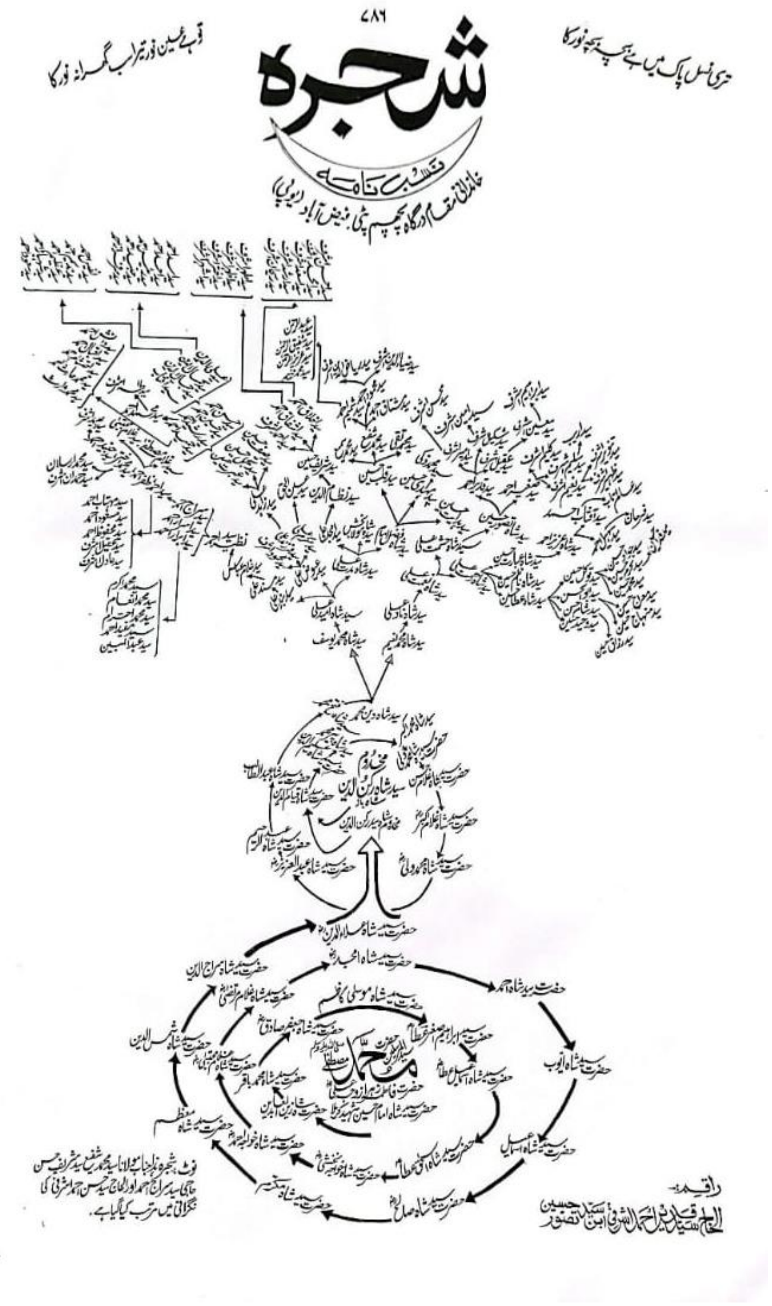
۷۸۶
شجرہ
نسب نامہ
خاندانی مقام درگاہ پچھم پٹی فیض آباد (یوپی)
تری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

منقبت
در شان مخدوم
مخدوم سید شاہ رکن الدین شہباز حسینی چشتی

ہے شہ اشرف کا جلوہ شیخ رکن الدین کا
مانگ لو پھر آج صدقہ شیخ رکن الدین کا

نیر اشرف آب زم زم سے بھری شہباز نے
دنیا والو یہ ہے رتبہ شیخ رکن الدین کا

سید اشرف نے تو شہباز طریقت کر دیا
حشر تک جاری رہے گا سکہ شیخ رکن الدین کا

بوئے اشرف سے معطر ہو گئی ساری فضا
حشر تک مہکے گا کنبہ شیخ رکن الدین کا

جب کبھی سجتی ہے بزم اولیاء و اصفیاء
متقی پڑھتے ہیں خطبہ شیخ رکن الدین کا

دیکھ کر روضہ کی رونق صاف ظاہر ہو گیا
اشرف سمناں سے رشتہ شیخ رکن الدین کا

ہے فنا کیا اور بقا کیا کوئی آکر پوچھ لے
خود بتائے گا جنازہ شیخ رکن الدین کا

ہے خلیل اشرفی تیرا مقدر اوج پر
گنگناتے ہو جو نغمہ شیخ رکن الدین کا

❁

مولانا خلیل اطہر اشرفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

سابق چیئرمین،
مدرسہ تعلیمی بورڈ، اتر پردیش

❁❁❁

منقبت

در شان مخدوم

مخدوم سید شاہ رکن الدین شہباز حسینی چشتی

اے قدر شہ اشرف کے امیں، شہباز حسینی رکن الدیں
خم در پہ عقیدت کی ہے جبیں شہباز حسینی رکن الدیں

کب سے ہیں کھڑے منگتا در پر، للہ کرم کی ایک نظر
جائیں گے نہ اب ہم اور کہیں شہباز حسینی رکن الدیں

ہم اہل نسب شہ زادوں کا، تازہ ہو محل پھر یادوں کا
دیدار عطا ہو ماہ مبیں شہباز حسینی رکن الدیں

کعبہ سے اٹھالائے پتھر، یوں پل میں گئے آئے اڑ کر
جیسے کہ سمٹ آئی ہو زمیں شہباز حسینی رکن الدیں

ہوجائے گی ہر مشکل آساں، جو یاد کرے دل سے انساں
صدقے میں تیرے، ہے میرا یقیں شہباز حسینی رکن الدیں

اسلام و مسلماں کی عظمت، ہر لمحہ فزوں تر ہو حضرت
دو صدقۂ خواجہ قطب الدیں شہباز حسینی رکن الدیں

کر خوف وفا رضوی نہ ذرا، جب صاحب قدرت ہے آقا
پاس آئے بلا، اوقات نہیں شہباز حسینی رکن الدیں

محمد ابو الوفا رضوی غفرلہ
دار العلوم اہل سنت حق الاسلام، لال گنج، بستی
متوطن: بھیرہ، ولید پور، مئو

تعارف مصنف-ایک نظر میں

از

ابوالبرکات محمد بشارت علی صدیقی اشرفی

نام: عبدالخبیر ابن مطیع الرحمان۔

پیدائش: ضلع اتر دیناج پور، "مہان خاں" علاقہ اسلام پور میں ۴/اپریل ۱۹۷۹ء کو ہوئی۔

متوسطات کی تعلیم:

آپ نے ۱۹۹۰ء تا ۱۹۹۴ء مالیگاؤں، مہاراشٹر میں رہ کر حاصل کی، پھر اعلی تعلیم کے لیے اتر پردیش کا رخ کیا اور جامع اشرف کچھوچھہ مقدسہ میں داخل لیا۔

فضیلت:

آپ نے جامع اشرف کچھوچھہ مقدسہ میں فضیلت کی تکمیل کے بعد، قبل دستار بندی الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور میں داخلہ لیا اور یہاں سے دوبارہ فضیلت کا کورس مکمل کیا۔ دونوں مراکز علم سے دستار بندی ہوئی۔ اشرفیہ مبارک پور میں داخلہ کی سب بڑی وجہ بحر العلوم مفتی عبد المنان اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذات تھی جن کا ذکر آپ کے ہمدرس اور رفیق خاص علاقۂ اسلام پور کے مرشد اعظم اشرف الاولیاء حضرت سید مجتبیٰ اشرف اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اکثر کیا کرتے تھے۔ یہاں آکر حضرت بحر العلوم سے روابط مضبوط ہوئے۔

تحقیق فی الافتاء:

آپ نے اشرفیہ مبارک پور سے تکمیل فضیلت کے بعد دو سال مسلسل حضرت بحر العلوم مفتی عبد المنان اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں گزارے۔ اس دوران مشق افتاء، تحقیق فتاوی، نقل فتاوی اور دیگر علوم سے حضرت نے خوب مالامال فرمایا اور حضرت نے **"تحقیق فی الافتاء"** کی دستار باندھی۔

مشاہیر اساتذہ:

1- بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبد المنان اعظمی مصباحی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ [سابق شیخ الحدیث، شمس العلوم، گھوسی]

2- استاذ العلماء، حضرت علامہ قمر الدین احمد اشرفی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ [سابق صدر المدرسین، شمس العلوم، گھوسی]

3-فقیہ اعظم ہند، حضرت علامہ مفتی شریف الحق امجدی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ [جامعہ اشرفیہ، مبارکپور]

4-استاذ العلماء، حضرت علامہ مفتی عبد الجلیل اشرفی نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ [جامع اشرف، کچھوچھا شریف]

5-محدث کبیر، حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری امجدی مصباحی اعظمی [جامعہ اشرفیہ، مبارکپور]

6-محدث جلیل، حضرت علامہ مفتی عبد الشکور مصباحی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ [سابق شیخ الحدیث، جامعہ اشرفیہ، مبارکپور]

7-استاذ العلماء، حضرت علامہ مفتی محمد نصیر الدین عزیزی مصباحی [جامعہ اشرفیہ، مبارکپور]

8-خیر الاذکیاء، صدر العلماء، حضرت علامہ محمد احمد مصباحی [سابق صدر المدرسین، جامعہ اشرفیہ، مبارکپور]

9-استاذ العلماء، حضرت علامہ مفتی عبد الخالق اشرفی جامعی [صدر المدرسین، جامع اشرف، کچھوچھا شریف]

10-فقیہ عصر، حضرت علامہ مفتی رضاء الحق اشرفی مصباحی [سابق صدر المدرسین، جامع اشرف]

11-استاذ العلماء، حضرت علامہ محمد قاسم اشرفی جامعی کٹہیاری [خلیفہ حضور سرکار کلاں کچھوچھوی]

12-استاذ العلماء، علامہ غلام غوث اشرفی پورنوی [شیخ الحدیث دار العلوم امیر العلوم سمنانیہ، کچھوچھا شریف]

13-استاذ العلماء، مولانا عبد الباری تابش اشرفی منظری پورنوی۔ وغیرہ مدظلہم العالی۔

درس وتدریس:

آپ نے تربیت فتاوی نویسی کے زمانے میں شمس العلوم گھوسی میں معین المدرسین کی حیثیت سے خدمت بھی انجام دی۔ آپ نے باضابطہ فراغت کے بعد بنگال واترپردیش کے مختلف اداروں میں اعلی عہدوں پر فائز رہے۔ دار العلوم جائس، قصبہ جائس، ضلع رائے بریلی میں بحیثیت مدرس ومفتی تقرری عمل میں آئی۔

جانشین حضرت اشرف الاولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ-شیخ طریقت حضرت علامہ سید جلال الدین اشرف اشرفی جیلانی مدظلہ العالی کی دعوت واصرار پر آپ نے ضلع مالدہ بنگال میں واقع **"مخدوم اشرف مشن"** میں بساط درس بچھایا۔ بحیثیت صدر المدرسین وسپروائزر کئی سالوں تک اس ادارہ کو اپنی خدمتیں پیش کیں پھر اس ادارہ سے مستعفی ہوگئے۔ اب ضلع امبیڈکر نگر کی تحصیل ٹانڈہ میں واقع قصبہ التفات گنج میں دار العلوم عربیہ اہل سنت منظر اسلام میں صدر المدرسین، صدر دار الافتا وشیخ الحدیث کے عہدوں پر فائز ہیں۔

بیعت وارادت:

آپ کو شرف بیعت شیخ المشائخ سرکار کلاں حضرت علامہ سید محمد مختار اشرف اشرفی جیلانی کچھوچھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل ہے۔

شیوخ خلافت روحانی:

1- شیخ الاسلام، رئیس المحققین، حضرت علامہ مولانا سید محمد مدنی اشرفی جیلانی کچھوچھوی مد ظلہ العالی۔

2- مسند عصر، حضرت سید عبد الرحمن بن عبد الحی کتانی حسنی ادریسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (1338-1444ھ)

آپ اعلی حضرت امام اہل سنت احمد رضا قادری برکاتی بریلوی، امام یوسف بن اسمٰعیل نبہانی، محدث اکبر امام سید بدر الدین حسنی دمشقی، علامہ عبد الستار بن عبد الوہاب صدیقی حنفی مکی، اور علامہ طاہر بن عاشور مالکی تونسی جیسے کئی اکابرین سے براہ راست روایت کرنے اور خلافت رکھنے والے آخری عالم اہل سنت تھے۔

3- خلیفۂ قطب مدینہ و حضور مفتی اعظم ہند- فقیہ اسلام حضرت علامہ مولانا مفتی عبد الحلیم اشرفی رضوی ناگپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

4- تلمیذ حکیم الامت مفتی احمد یار خان اشرفی، خلیفۂ قطب مدینہ وابوالبرکات لاہوری -اشرف العلماء حضرت علامہ اشرف القادری محدث نیک آبادی گجراتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

5- قائد ملت حضرت علامہ سید محمود اشرف اشرفی جیلانی مد ظلہ العالی [سجادہ نشین آستانۂ عالیہ سرکار کلاں]

6- شہزادۂ امین شریعت - حضرت علامہ مفتی سید محمود احمد قادری رفاقتی مظفر پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

7- نبیرۂ بحر العلوم حیدرآبادی - مولانا محمد جمیل الدین بن حسین شجاع الدین صدیقی حیدرآبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

8- شیخ ڈاکٹر بسام النابلسی، [آپ امام اہل سنت، امام عبد الغنی نابلسی حنفی دمشقی کی اولاد سے ہیں]۔ وغیرہم۔

شیوخ اجازات علمیہ [ہند]:

1- مرشد گرامی، سرکار کلاں حضرت علامہ سید محمد مختار اشرف اشرفی جیلانی کچھوچھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

2- بحر العلوم، حضرت مفتی عبد المنان قادری اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے علوم اسلامیہ، بلخصوص فقہ حنفی، افتاء اور روایت حدیث شریف کی اجازت حاصل ہے۔

3- تلمیذ ملک العلماء بہاری - شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا مفتی فیض الرحمن اشرفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

4-تلمیذ محدث اعظم پاکستان- حضرت غلام نبی الخطیب ہاشمی سکندر آبدی پنجابی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

5-خلیفۂ قطب مدینہ و مفتی اعظم ہند- فقیہ اسلام حضرت علامہ مولانا مفتی عبد الحلیم اشرفی رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

6-تلمیذ حکیم الامت مفتی احمد یار خان اشرفی، خلیفۂ قطب مدینہ وابوالبرکات لاہوری -اشرف العلماء حضرت علامہ اشرف القادری محدث نیک آبادی گجراتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

7-شہزادۂ امین شریعت- حضرت علامہ مفتی سید محمود احمد قادری رفاقتی مظفر پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

8-تلمیذ استاذ کل علامہ عطاء محمد بندیالوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ- حضرت علامہ عبد المالک چشتی بندیالوی۔

9-استاذ العلماء، حضرت علامہ قمر الدین احمد اشرفی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ[سابق صدر المدرسین، شمس العلوم، گھوسی]

10-فقیہ اعظم ہند، حضرت علامہ مفتی شریف الحق امجدی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ[جامعہ اشرفیہ، مبارکپور]

11-استاذ العلماء، حضرت علامہ مفتی عبد الجلیل اشرفی نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ[جامع اشرف، کچھوچھہ شریف]

12-محدث کبیر، حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری امجدی مصباحی اعظمی[جامعہ اشرفیہ، مبارکپور]

13-محدث جلیل، حضرت علامہ مفتی عبد الشکور مصباحی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ[جامعہ اشرفیہ، مبارکپور]

14-خیر الاذکیاء، صدر العلماء، حضرت علامہ محمد احمد مصباحی[سابقصدر المدرسین، جامعہ اشرفیہ، مبارکپور]

15-نبیرۂ بحر العلوم حیدر آبادی- مولانا محمد جمیل الدین بن حسین شجاع الدین صدیقی حیدر آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

شیوخ اجازات علمیہ [عرب شریف]:

1-مسند عصر، حضرت سید عبد الرحمن بن عبد الحی کتانی حسنی ادریسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ(1338-1444ھ)

آپ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت احمد رضا قادری برکاتی بریلوی، امام یوسف بن اسماعیل نبہانی، محدث اکبر امام سید بدر الدین حسنی دمشقی، علامہ عبد الستار بن عبد الوہاب صدیقی حنفی مکی، اور علامہ طاہر بن عاشور مالکی تونسی جیسے کئی اکابرین سے براہ راست روایت کرنے اور خلافت رکھنے والے آخری عالم اہل سنت تھے۔

2-معمر بزرگ- حضرت علامہ سید جعفر الحداد مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، آپ مشہور حنفی محقق اور متکلم حضرت امام زاہد الکوثری حنفی سے روایت کرنے والے آخری عالم اور محدث تھے۔

3-شیخ ڈاکٹر اسامہ الازہری، [موجودہ وزیر مذہبی امور، حکومت مصر]

4-شیخ ڈاکٹر سید محمد توفیق بن تیسیر حسینی مخزمی۔

5-محدث عصر حضرت سید محمد ابوالھدی یعقوبی حسنی ادریسی دمشقی شامی۔

6-شیخ ڈاکٹر سید حسام الدین بن سلیم کیلانی حسنی حمصی۔

7-شیخ سید محمد بن ابوبکر حبشی باعلوی مکی۔

8-شیخ زکریا بن احمد طالب مکی حلبی۔ وغیرہم۔

تالیف وتصنیف:

مطبوعات:

1-انیس الغرباء-فارسی، ترجمہ بزبان اردو-بزبان اردو و بنگالی۔

2-خاموشی کے محاسن وفوائد، ترجمہ: الدر والیاقوت فی محاسن السکوت۔

3-مختصر تذکرۂ امین شریعت، مطبوعہ بزبان ہندی۔

4-اہل شریعت وطریقت کی پہچان، ترجمہ: کشف الکربۃ فی وصف اھل الغربۃ-[1437ھ/2016ء]

5-حیات مخدوم العالم شیخ علاء الحق والدین گنج نبات پنڈوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، [1438ھ/2017ء]

6-آئینۂ ہندوستان اخی سراج الدین عثمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ-احوال وآثار، [1439ھ/2018ء]

7-ارشادات مخدوم العالم شیخ علاء الحق پنڈوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، [1441ھ/2020ء]

8-احوال وآثار-شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، [1441ھ/2020ء]

9-جنتی والدین، ترجمہ: التعظیم والمنۃ فی أن أبوی رسول اللہ ﷺ فی الجنۃ-

10-مولانا سید اشرف حسین کچھوچھوی-احوال وآثار، [1445ھ/2024ء]

11-شیخ نور قطب عالم حیات اور کارنامے، [1446ھ/2025ء]

12-تحفۃ السرائر، فارسی-ملفوظات مخدوم جہانیان جہاں گشت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ [ترجمہ بزبان اردو]

ایوارڈز:

1-شیخ الاسلام ایوارڈ۔ 2-اعلیٰ حضرت اشرفی ایوارڈ۔ 3-شہباز حسینی ایوارڈ۔